

عمران سیریز نمبر 75

آپریشن ڈبل کراس

(پہلا حصہ)

ایزپورٹ پر کوئی انہیں ریسو کرنے نہیں آیا تھا۔ حالانکہ ملک سے روانگی کے وقت انہیں بتایا گیا تھا کہ وہ روم میں تنہا نہیں ہوں گے کوئی مقامی آدمی انہیں ایزپورٹ سے لے جائے گا۔ بہر حال وہ آدھے گھنٹے تک اس کال کا انتظار کرتے رہے تھے جس کی بناء پر ان کی شناخت ہوتی اور ریسو کرنے والا انہیں اس جگہ تک پہنچا دیتا جہاں وہ قیام کرنے والے تھے۔

”اب کیا ہوگا مسٹر.....؟“ جوزف نے بالآخر جیمسن کا شانہ تھپک کر پوچھا۔

”فکر نہ کرو..... روم میرے لئے نیا شہر نہیں ہے..... ہم یہاں سے سیدھے آڈلٹو کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔“

”آڈلٹو..... کیا چیز ہے.....؟“

”بڑی نفیس جگہ ہے..... اگر وہ بڑھیا اب بھی زندہ ہوگی تو ہمارے عیش ہو جائیں گے۔ اطالوی بڑے زندہ دل لوگ ہیں۔“

”کیا اس بڑھیا کا نام آڈلٹو ہے؟“

”نہیں..... ایک قدیم وضع کی عمارت ہے جس میں متوسط مالی حیثیت کے سیاح مزے سے گزارا کر سکتے ہیں۔“

”اچھا میں سمجھا..... وہ بڑھیا اس سرائے کی مالکہ ہوگی۔“

”یہی سمجھ لو..... اتنی زندہ دل بڑھیا روئے زمین پر کوئی دوسری نہ ہوگی۔“

”تو یہ کہو کہ تم اور مسٹر ظفر الملک یورپ کی آوارہ گردی کرتے رہے تھے۔“

”اور کیا رکھا ہے زندگی میں۔“

”چلو تو پھر وہیں چلو.....!“ جوزف جماہی لے کر بولا۔ ”میرا نشہ اکھڑ رہا ہے۔“

”لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہوا۔ پرنس مابوتا کے نام کی کال کیوں نہیں ہوئی۔“ جیمسن نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں مسٹر..... پتہ نہیں باس کی کیا اسکیم ہو۔ آڈلٹو میں ہمارا ٹھہرنا کہیں اس کے خلاف نہ ہو۔“

”اچھا تو پھر بیٹھے رہو یہیں۔“

”دوسری بات بھی میری سمجھ میں نہیں آرہی۔“ جوزف بڑبڑایا۔

”کون سی بات.....؟“

”باس نے تمہارے ساتھ مجھے کیوں بھیجا ہے۔“

”اس لئے کہ مجھے ہر وقت موٹ یاد رہے موت کا فرشتہ تم سے زیادہ خوفناک نہ لگتا ہوگا۔“

”میں اتنا بد صورت تو نہیں ہوں مسٹر.....!“ جوزف نے دانت نکال کر کہا۔

”پھر بتاؤ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں۔ ویسے ہر میجسٹی آج کل کچھ عجیب سے ہو رہے ہیں۔“

”اگر تم باس کی بات کر رہے ہو تو وہ کب عجیب نہیں لگتے۔“

”کبھی میرا باس بھی عجیب تھا لیکن تمہارے باس نے اسے بالکل تباہ کر کے رکھ دیا۔ اب وہ

کسی کام کا نہیں رہا۔ ہر وقت شریف آدمی نظر آنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔“

”مگر تمہیں تو میرے باس نے بے حد خوبصورت بنادیا ہے۔“ جوزف کے دانت پھر نکل پڑے۔

”خوب صورت۔“ جیمسن غرایا۔ ”ڈاڑھی اور مونچھوں کے بغیر خود کو بالکل یتیم سمجھنے لگتا

ہوں۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ انہوں نے میری ڈاڑھی اور مونچھوں کا صفایا کرادیا۔“

جوزف آواز سے ہنسا اور بولا۔ ”لیکن میں تو اسے ظلم نہیں سمجھتا کہ اسی کے حکم سے مجھے

ڈاڑھی رکھنی پڑی ہے۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ کبھی ڈاڑھی رکھنے کا خیال بھی میرے دل میں آیا ہو۔“

”ڈاڑھی میں تم اور زیادہ خوفناک لگنے لگے ہو۔ اپندرہویں صدی کے کوئی جلاو۔“ جیمسن

اسے گھورتا ہوا بولا۔

”باس کا حکم! لیکن میں اسے ظلم نہیں سمجھتا۔“

”اچھا کیا میں واقعی خوبصورت لگتا ہوں ڈاڑھی کے بغیر۔“

”خوبصورت بھی اور کم عمر بھی!“

”ہم یہاں کب تک بیٹھے رہیں گے....؟“

”تم جانو....! انچارج تم ہو....!“

”الجمن میں بڑ گیا ہوں!“

”میں نے تو باس سے یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ مجھے روم کیوں بھیج رہے ہو۔!“ جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”بہت سعادت مند ہو....!“ جیمسن جھلا کر بولا۔

”وہ میرا باپ بھی تو ہے....!“

”اچھا اب خاموش رہو.... مجھے کچھ سوچنے دو۔!“

جوزف نے پھر جمائی لی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ دونوں انتظار گاہ کی ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”چلو اٹھو....!“ جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”جتا نہیں کیا چکر ہے۔!“

انہوں نے اپنے سفری تھیلے اٹھائے اور انتظار گاہ سے سڑک کی طرف چل پڑے۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر جیمسن نے ڈرائیور کو آڈلٹو کا پتہ بتایا تھا اور ٹیکسی حرکت میں آتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے بکواس شروع کر دی تھی۔

”اگر آپ لوگ سیاح ہیں تو دھوکے بازوں سے ہوشیار رہنے لگے۔ یہودیوں نے اٹلی کو تباہ

کر دیا ہے۔ آپ شائد عرب ہیں.... سی نیور....!“

”نہیں.... ایرانی۔!“ جیمسن بولا۔

”تب تو ٹھیک ہے۔ دراصل یہودی کچھ ایسے بُرے بھی نہیں ہیں۔ مجھے یہودی لڑکیاں بہت پسند ہیں۔ بچ پوچھئے تو سیاحوں کے لئے جنت مہیا کر دیتی ہیں۔ آڈلٹو تو بڑی تھرڈ کلاس جگہ ہے۔“

”ہم ہمیشہ وہیں ٹھہرتے ہیں۔“

”بزئس یا سیاحت سی نیور؟“

”بزئس....! قالینوں کا بیوپار ہے....!“ جیمسن بولا۔

”واہ.... واہ.... کیا کہنے.... ایرانی قالینوں کے.... بزئس کیسا چل رہا ہے۔!“

”اٹلی ہمارا سب سے بڑا گاہک ہے۔!“

”پھر بھی آڈلٹو....!“

”اگر ایسا نہ ہو تو ہم تفریح کے لئے پیسے کیوں کر بچائیں۔!“ جیمسن بولا۔ ”بزئس کا مالک میں تو نہیں ہوں صرف ٹریولنگ ایجنٹ ہوں۔!“

”میں سمجھ گیا سی نیور....!“ ڈرائیور نے قہقہہ لگایا۔ ”میرا نام اوٹو ہے۔ اگر اچھی تفریح کا ارادہ ہو تو مجھے یاد رکھنا.... وقت بتا دو.... آڈلٹو کے باہر موجود ملوں گا۔!“

”ابھی تو ہم دو دن صرف آرام کریں گے۔!“

”تم انگریزی خاصی بول لیتے ہو۔!“ جیمسن بولا۔

”میرا باپ اطالوی تھا اور ماں انگریز۔!“

”اچھا.... اچھا.... اب کچھ دیر خاموش بھی رہو۔!“ جوزف بھنا کر بولا۔

آڈلٹو کے بڑے سے پھانک کے سامنے اس نے ٹیکسی روکی تھی اس علاقے کی سبھی عمارتیں قدیم طرز کی اور باہر سے مفلوک الحال نظر آتی تھیں۔!

ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے وہ پھانک سے گزرتے ہوئے ایک نیم تاریک راہداری میں پہنچے۔ اچانک کسی نے انہیں عقب سے آواز دی۔ جیمسن تھوڑی بہت اطالوی بھی جانتا تھا ورنہ اندازہ نہ

کر پاتا کہ انہیں ہی مخاطب کیا گیا ہے۔!

”تم کون ہو اور کہاں چلے جا رہے ہو....؟“

جیمسن رکا تو جوزف بھی رک کر مڑا تھا۔ آواز دینے والا قریب آگیا۔

”کیا یہ سی نیور انے نیلی کا بورڈنگ ہاؤز نہیں ہے۔!“ جیمسن نے پوچھا۔

”یقیناً ہے....!“ جواب ملا۔

”تو ہم پھر صحیح جگہ پر پہنچے ہیں۔!“ جیمسن نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

اجنبی ان کے سفری تھیلوں کو گھورتا ہوا بولا۔ ”اگر یہاں قیام کرنے کی غرض سے آئے ہو

تو میرا خیال ہے کہ تمہیں مایوسی ہی ہوگی۔!“

”وہ کیوں پیارے بھائی....؟“ جیمسن جیب سے اپنا پرس نکالتا ہوا بولا۔

”ایک آدھ کرہ وہ اپنے دوستوں کے لئے خالی رکھتی ہے۔!“ اجنبی کی آنکھیں جیمسن کے

پرس پر تھیں۔

”ہمیں تو تم اپنا بھی دوست پاؤ گے۔“ جیمسن نے کہا اور پرس سے کچھ نوٹ کھینچ کر اس کی جیب میں ٹھونس دیئے۔

”میرے ساتھ آؤ سی نور!“ اس نے کہا اور بائیں جانب مڑ گیا۔

وہ شخص فی نیلی کا کلرک ثابت ہوا۔ ایک ہفتے کا پیشگی کرایہ لے کر اس نے ایک رجسٹر میں کچھ اندراجات کئے تھے اور انہیں ساتھ لئے ہوئے عمارت کی دوسری منزل پر آیا تھا۔ انہیں ایک بڑا کمرہ مل گیا۔ جسے لکڑی کے پارٹیشنز کے ذریعے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

”بھال.....!“ اچانک جوزف نے بہ آواز بلند جمائی لی اور بولا۔ ”کیا اب میں دو چار گھونٹ لے سکتا ہوں۔!“

”ضرور..... ضرور.....!“ جیمسن نے کہا اور اپنے سفری بیگ سے سامان نکال نکال کر بستر پر ڈھیر کرنے لگا۔

جوزف اپنے پارٹیشن میں بیٹھا بوتل سے گھونٹ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیمسن کے پارٹیشن میں آیا اور ایک طرف کھڑا ہو کر اسے گھورنے لگا۔

”کیوں..... کیا یہاں کی ہوا زیادہ نشہ لاتی ہے۔!“ جیمسن مسکرا کر بولا۔

”نہیں..... ہم دو دن آرام نہیں کر سکیں گے۔!“

”کیا مطلب.....؟“

”تم نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تھا.....؟“

”اچھا..... تو پھر آج ہی لڑکیوں کا انتظام کیا جائے۔!“

”میں یہ نہیں کہہ رہا۔“ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جلدی سے کہہ ڈالو جو کچھ کہنا ہے۔ میں تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں۔!“

جوزف نے ایک تصویر کوٹ کی جیب سے نکال کر جیمسن کے سامنے ڈال دی اور بولا۔

”یہاں ہماری آمد کا مقصد یہ ہے کہ اس شخص کو تلاش کر کے قتل کر دیں۔!“

”مجھے علم ہے.....!“ جیمسن خشک لہجے میں بولا۔ ”میرے پاس بھی تصویر ہے۔!“

”اچھا.....!“ جوزف کے لہجے میں حیرت تھی۔

”شاید ہم دونوں کو الگ الگ ہدایات دی گئی ہیں۔!“ جیمسن نے طویل سانس لے کر کہا۔

”تاکہ ہم دونوں ہی خود کو اس مہم کا انچارج سمجھتے رہیں۔!“

”باس کی باتیں باس ہی جانے۔!“

”مجھے ایکس ٹو سے براہ راست ہدایت ملی تھی۔!“ جیمسن اکڑ کر بولا۔

”تمہارے باس واس کا چکر نہیں ہے۔!“

”مجھے تو باس نے تصویر دی تھی۔!“

”بھلا تم کس طرح اس کو تلاش کرو گے۔!“ جیمسن نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔

”بس تم دیکھنا کہ میں کیا کرتا ہوں۔!“

”کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ یہاں شراب بہت مہنگی ہے۔ شیرہ یہاں نہیں ملتا۔!“

”جس نے پیدا کیا ہے وہی میرے لئے انتظام بھی کرے گا تم اس کی فکر نہ کرو۔!“

دفعتاً کسی نے دروازے پر ہولے ہولے دستک دی۔!

”آ جاؤ.....!“ جیمسن نے اطالوی میں کہا۔

اور ایک بے حد توانا اور کچم شیم بوڑھی عورت کمرے میں داخل ہوئی جیمسن پھرتی سے اٹھا

تھا اور اس کے خیر مقدم کو آگے بڑھتا ہوا بولا تھا۔ ”سی نیور انے نیلی تمہیں دوبارہ دیکھ کر میری

آنکھوں میں مزید روشنی آگئی ہے۔!“

”خوش رہو لڑکے.....! تم پہلے کب یہاں ٹھہرے تھے۔!“ عورت بولی۔

”کوئی پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ یو۔ کے سے آیا تھا۔!“

”اچھا..... اچھا.....!“ وہ مسکرا کر بولی۔ پھر اس کی نظر جوزف پر پڑی تھی۔

جیمسن نے اُسے چوکتے دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے تھے۔!

جوزف بھی اسے گھورے جا رہا تھا۔

”کک..... کیا ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔!“ وہ بالآخر بولی۔

”میرا ساقی اطالوی نہیں بول سکتا۔!“ جیمسن نے کہا۔

”فرائیسی.....!“

”نہیں..... اسی نیور..... یہ صرف عربی..... سواحلی اور انگریزی بول سکتا ہے۔!“

”صرف میری ہی نہیں تمہاری بھی جان پہچان والی نکلی۔“ جیمن گدی سہلاتا ہوا پر تشویش لہجے میں بولا۔

”میں نہیں سمجھا۔!“

”وہ تمہیں پرنس ہرینڈا سمجھی تھی۔!“

”نہیں۔۔۔!“ جوزف اچھل پڑا۔

”یقین کرو۔۔۔!“ جیمن نے کہا اور اس کی گفتگو دہراتا ہوا بولا۔ ”مجھے یقین ہے کہ اسے

میری بات پر یقین نہیں آیا۔!“

”یہ تو بہت بُرا ہوا مسٹر۔!“

”مقدر ہمارا۔۔۔ خیر دیکھیں گے۔!“

”کیا دیکھو گے۔۔۔ میری دانست میں اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔!“

”ختم بھی کرو۔۔۔ کیا رکھا ہے ان باتوں میں۔۔۔ یہ ہمارے لئے محفوظ ترین جگہ ہے۔!“

جوزف کچھ نہ بولا۔ جیمن بھی کسی فکر میں پڑ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر دروازے پر دستک

ہوئی۔ اس بار خود جیمن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔

”اوہو۔۔۔!“ وہ متحیر رہ گیا۔۔۔ سامنے وہی ٹیکسی ڈرائیور کھڑا نظر آیا تھا جو انہیں کچھ دیر

قبل یہاں چھوڑ گیا تھا۔!

”یہ لفافہ آپ کے لئے ہے سی نیور!“ وہ اس کی طرف نیلے رنگ کا ایک لفافہ بڑھاتا ہوا بولا۔

”کہاں سے لائے ہو۔۔۔؟“

”یہاں سے روانہ ہوا تھا کہ کچھ دور پر ایک آدمی نے ہاتھ اٹھا کر گاڑی رکوائی اور مجھ سے کہا

کہ یہ لفافہ آپ تک پہنچا دوں اب اجازت دیجئے۔!“

”شکریہ۔۔۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ کل دس بجے تم یہاں آ سکتے ہو۔!“

”ہم دن بھر تمہیں انگیج رکھیں گے۔!“

”ٹھیک دس بجے پہنچ جاؤں گا۔۔۔ آپ مطمئن رہیں سی نیور۔۔۔!“

وہ چلا گیا اور جیمن دروازہ بند کر کے بستر کی طرف پلٹ آیا۔

اس داستان کے لئے ”کنگ چانگ“ سلسلے کے ناول پڑھئے۔

”بڑی عجیب بات ہے۔۔۔ نام کیا ہے۔۔۔؟“

”جوزف موگوٹا۔۔۔ ناہیجریا کا باشندہ ہے۔!“

”یقین نہیں آتا۔۔۔ اتنی مشابہت ناممکن ہے۔!“

”میں نہیں سمجھا۔۔۔ تم بیٹھ کیوں نہیں جاتیں۔!“ جیمن نے اس کے لئے کرسی کھکاتے

ہوئے کہا اور اس کے بیٹھ جانے کے بعد خود جوزف کے قریب بستر ہی پر بیٹھ گیا۔

”بہت دنوں کی بات ہے۔۔۔! بحر الکابل کے کسی جزیرے کا ایک شہزادہ یہاں ٹھہرا تھا۔

فرانس کی سیکرٹ سروس کے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ اس لئے ان سے بچنے کے لئے یہیں پناہ لی

تھی۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔!“

”ہو سکتا ہے۔۔۔! یہ کالے ایک دوسرے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ میں نے یہی

محسوس کیا ہے۔!“

”خیر۔۔۔! میں یہ کہنے آئی تھی کہ یہاں کے قواعد و ضوابط کے مطابق تمہیں یہاں وقت

گزارنا پڑے گا۔ لیکن تم تو جانتے ہی ہو گے اگر یہاں پہلے کبھی قیام کر چکے ہو۔!“

”اچھی طرح جانتا ہوں سی نیور۔۔۔ میں تو پیتا ہی نہیں اور میرے ساتھی کا یہ حال ہے کہ

جتنے زیادہ نشے میں ہوتا ہے اتنا ہی خاموش ہو جاتا ہے۔ تم اس کمرے میں کبھی شور و غل نہ سنو گی۔

عورتوں سے نہ مجھے دلچسپی ہے اور نہ میرے ساتھی کو۔۔۔ ہمارے ساتھ کبھی کوئی عورت نہیں

دکھائی دے گی۔!“

”خدا کا شکر ہے تمہیں یہاں کے قواعد و ضوابط یاد ہیں ورنہ بعض لوگ تو آن کی آن میں

سب کچھ بھول جاتے ہیں۔!“

”نہیں ہم کو ایسا نہیں پاؤ گی سی نیور۔۔۔!“

”ویسے میرے ساتھ بیٹھ کر پینے میں کوئی حرج نہیں ہے تم میرے ساؤنڈ پروف کمرے میں

بیٹھ کر بیڑ اور جتنا دل چاہے شور مچاؤ۔!“

”میں اپنے ساتھی کو سمجھا دوں گا۔!“

نے نیلی چلی گئی۔!

”کیا بکواس کر رہی تھی۔۔۔؟“ جوزف نے برا سامنے بنا کر پوچھا۔

”کیا قصہ ہے....؟“ جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

”قصے پر قصہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور تم.... خیر.... ابھی بتانا ہوں!“ جیمسن کہہ کر لفافہ چاک کرنے لگا۔ جوزف اسے غور سے دیکھے جا رہا تھا۔

خط کا مضمون عجیب ثابت ہوا۔ کسی نامعلوم آدمی نے لکھا تھا!

”فی الحال یہی مناسب ہے کہ یہیں ٹھہرو.... فون نمبر تین آٹھ سات نو پر اپنی ضروریات سے آگاہ کر سکتے ہو۔ بحوالہ خط نمبر تین.... اپنا نام لینے کی ضرورت نہیں اتنا ہی حوالہ کافی ہوگا فون کی پبلک ٹیلی فون بوتھ سے کرنا!“

خط انگریزی میں لکھا گیا تھا۔ جیمسن نے اسے جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”سنسنی خیز کہانی بن سکتی ہے!“

جوزف نے اسے پڑھ کر کسی دانش مند آدمی کی طرح خاموشی اختیار کر لی تھی اور جیمسن بستر پر بیٹھا اونگھتا رہا تھا۔



رات کے کھانے سے قبل بوڑھی نے نیلی ایک بار پھر ان کے کمرے میں آئی اور جیمسن سے کہنے لگی۔ ”اپنے ساتھی جوزف کو لے کر میرے ساؤنڈ پروف کمرے میں آ جاؤ!“

”وہ تنہا بیٹھ کر پینے کا عادی ہے سی نیورا....!“

”کیا کسی کی دعوت بھی نہیں قبول کرتا!“

”اچھا میں کوشش کروں گا!“

”میں وہیں منتظر رہوں گی۔ دیر نہ لگانا!“ کہتی ہوئی وہ چلی گئی۔

جیمسن کی پیشانی پر سلوٹس ابھر آئی تھیں پر نس ہر بند ادا کی کہانی جوزف ہی کی طرح اسے بھی پسند نہیں آئی تھی۔ لیکن اب کیا کر سکتا تھا۔ مجبوری تھی۔

ایکس ٹونے اسے مور چھل سے آدمی اسی لئے بنایا تھا کہ آسانی سے پہچانا نہ جاسکے اور جوزف کی ڈاڑھی کی بھی غرض و غایت یہی معلوم ہوئی تھی کہیں یہ پر نس ہر بند ادا چکر لے ہی نہ ڈوبے۔ کچھ دیر تک ناک بھوں پر زور دیتے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور جوزف والے پارٹیشن کے

قریب پہنچ کر اسے آواز دی۔

”آ جاؤ....!“ جوزف کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

جیمسن نے اس کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ وہ میز پر رکھی ہوئی خالی بوتل کو اس طرح گھورے جا رہا ہے جیسے اپنی قوت ارادی کی مدد سے اسے دوبارہ لبریز کر دینا چاہتا ہو!

”خالی ہو گئی....؟“ جیمسن نے سوال کیا۔

”آخری بوتل....!“ جوزف گلوگیر آواز میں بولا۔

”تمہارے عقیدے کے مطابق شاید آسمان والا تم پر مہربان ہی معلوم ہوتا ہے!“

”بوڑھی تمہیں اپنے ساؤنڈ پروف کمرے میں مدعو کر گئی ہے۔“ وہ بھی بلا نوش ہے سر شام شروع کرتی ہے اور اس وقت تک گلاس ہاتھ سے نہیں رکھتی جب تک کہ سونے کا وقت نہ ہو جائے اور آدمی رات گزرنے سے قبل کبھی نہیں سوتی!“

”وہ کچھ ایسی بوڑھی بھی نہیں لگتی!“ جوزف خوش ہو کر بولا۔ ”اسے بوڑھی کہنا ترک کر دو

ایسے لوگ کبھی بوڑھے نہیں ہوتے مگر کبھی زندہ رہتے ہیں۔ پورے پنجم یاد ہے نا تمہیں!“

”خدا کے لئے کہیں نشے میں اس کا حوالہ نہ دے بیٹھنا!“

”میں پاگل نہیں ہوں!“ جوزف بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔

”یہ بھی ممکن ہے کبھی وہ آدمی بھی اس کی نظر سے گزرا ہو جس کی تصویر میری اور تمہاری جیبوں میں موجود ہے۔“

”اس کی شکل تم نے اچھی طرح ذہن نشین کر لی ہو گی!“ جیمسن نے کہا۔

”بالکل.... تصویر دیکھے بغیر ہزاروں میں پہچان لوں گا!“

”بس تو ہمیں چاہئے کہ تصویر ضائع کر دیں۔“ جیمسن بولا۔

جوزف نے فوراً ہی کچھ نہیں کہا تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ ”تم ٹھیک کہتے ہو۔ اسے ضائع کر دینا ہی بہتر ہوگا۔ پھر ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہو گی جس کی بناء پر ہم پہچانے جاسکیں!“

اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد تصویر کی دونوں کاپیاں جلادی گئی تھیں اور وہ نے نیلی کے ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف چل پڑے تھے۔

نے نیلی کمرے میں تنہا نہیں تھی۔ تین سفید فام اور بھی تھے اس کے ساتھ ان میں سے ایک اسی کی طرح معمر تھا اور دوسرے جوان ہی تھے۔

ان دونوں کی آمد پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ فی نیلی نے تعارف کرائے کا فرض انجام دیا تھا۔ بوڑھا آدمی علاقے کی میونسپلٹی کا چیرمین تھا اور وہ دونوں مختلف تجارتی اداروں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ سب پہلے ہی سے شغل کرتے رہے تھے۔ فی نیلی نے کپ بورڈ سے دو گلاس اور اٹھائے۔

”میں پیتا ہی نہیں ہوں سی نیور!“ جیمسن نے اس طرح کہا جیسے نہ پینا انتہائی نالاغی ہو۔

”پھر کیا کرتے ہو....؟“

”میں اس محفل کو اپنے نغموں سے گراموں گا۔ ایرانی نغمے زندگی سے بھرپور ہوتے ہیں!“ اس کی یہ تجویز پسند کی گئی۔ بوڑھا آدمی کبھی جوزف کو دیکھتا تھا اور کبھی فی نیلی کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ جیمسن نے محسوس کیا جیسے بوڑھے نے بھی جوزف کو ہر بڑا کی حیثیت سے پہچان لیا ہو۔ تو اس پارٹی کا مقصد یہ تھا اس نے طویل سانس لی اور فی نیلی کی طرف دیکھنے لگا جو سر جھکائے جوزف کے لئے گلاس تیار کر رہی تھی.... انہوں نے گلاس نکرائے تھے اور جیمسن نے ایک طرف رکھا ہو اگیار اٹھا لیا تھا۔ ایک مشہور اطالوی دھن چھیڑتے ہوئے اس نے لوگوں کا جائزہ لیا۔ کسی غیر ملکی کو اپنا نغمہ چھیڑتے دیکھ کر ان کے چہرے ٹھل اٹھے تھے۔

”تم بہت قیمتی ایرانی معلوم ہوتے ہو لڑکے!“ فی نیلی نے اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایرانی قالینوں کی طرح....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

اس طرح تین دور چلے تھے اور یک بیک بوڑھے آدمی نے بولنا شروع کر دیا تھا۔ ”میں تم سے متفق ہوں فی نیلی.... تمہارا خیال درست ہے.... میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا اگر وہ حالات اب بھی برقرار ہیں تو تم بڑے فائدے میں رہو گی!“

”ہش.... ہش.... کیا تمہیں نشہ ہو گیا!“ فی نیلی نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

”نہیں! میں ہوش میں ہوں.... درنہ تمہارے فائدے کی بات ہرگز نہ کرتا!“

”پس اب اپنی زبان بند رکھنا!“

ان دونوں کی گفتگو جوزف کے پلے پڑی ہو یا نہ پڑی ہو۔ لیکن جیمسن کے کان کھڑے ہو گئے

تھے وہ خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔

”کچھ اور سناؤ....!“ تھوڑی دیر بعد فی نیلی نے اسے مخاطب کیا۔

”اب ایرانی موسیقی سنئے....!“ جیمسن مسکرا کر بولا۔

”ہمیں تو اب اجازت دو فی نیلی....!“ دفعتاً بوڑھے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں جوان آدمی بھی اٹھے تھے۔

جیمسن نے بوڑھی کے چہرے پر تشویش کا سایہ سادیکھا۔ اس نے اٹھ کر انہیں رخصت کیا تھا اور پھر تیزی سے جیمسن کے قریب پہنچی تھی۔

”مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم دونوں یہاں رات نہ گزار سکو گے!“ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”میں نہیں سمجھا سی نیور!....!“

”مجھ سے غلطی ہو گئی....! میں نے اپنے دوست کو اس لئے بلایا تھا کہ وہ بھی اس حیرت انگیز مشابہت سے محفوظ ہو سکے لیکن وہ تمہارے ساتھی کو وہی مفرد و شہزادہ سمجھنے پر مصر ہے جس کی گرفتاری کے لئے یہاں فرانس کے ناظم الامور نے لاکھوں لیرے کا انعام رکھا تھا!“

”سوال یہ ہے کہ....!“

”میری بات سنو....!“ بڑھیا جیمسن کی بات کاٹ کر بولی۔ ”وہ معلومات کرنے گیا ہے۔ اگر ناظم الامور کی وہ پرانی پیش کش ابھی تک منسوخ نہیں ہوئی تو تمہارا دوست بڑی دشواری میں پڑ جائے گا!“

”خدا کی پناہ! ہم کس دشواری میں پڑ گئے۔ کیا ہمارے کاغذات بھی کسی کام نہ آسکیں گے!“

”اگر تم یہاں کے ماحول سے واقف ہو تو اچھی طرح سمجھتے ہو گے کہ کاغذات بھی تمہارے کام نہ آسکیں گے۔ تم نے یہاں کمرہ حاصل کرنے کے لئے کلرک کو کتنی رشوت دی تھی!“

”ارے وہ تو میری اپنی خوشی تھی!“

”چند ہزار لیرے وہ اپنی خوشی سے کسی کی بھی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ بوڑھا بے حد لالچی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی!“

”تو پھر بتاؤ ہم کیا کریں!“

”جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے چلے جاؤ۔“

”سچی بات یہ ہے سی نیور کہ میں یہاں تمہارے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں جانتا۔ اور نہ میرے لئے آڈیٹو ہی کیوں.... میں کہیں اور بھی جاسکتا تھا۔“

”اچھی بات ہے فی الحال تم دونوں اپنے کمرے میں جاؤ.... میں تمہارے لئے کچھ کروں گی۔ مجھے قطعی پسند نہیں ہے کہ میرے گاہک کسی دشواری میں پڑیں۔ میں ایک ایمان دار عورت ہوں میری ہی وجہ سے تم دونوں اس پریشانی میں پڑے ہو.... اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ہی تمہارے تحفظ کی ذمہ داری قبول کروں۔“

”آپ بہت مہربان ہیں سی نیور!....“ جیمسن نے جھک کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

پھر وہ اپنے کمرے میں واپس آگئے تھے۔ جیمسن نے پوری روداد جوزف کو سنائی تھی اور وہ حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا تھا۔

”کمال ہو گیا۔“ بالا خراس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”اب میں سوچ رہا ہوں کہ آخر تمہارے بقراط باس کو یہ کیا سوچھی تھی۔ بغیر ڈاڑھی کے بھی تم اتنے ہی لمبے ترنگے تھے.... تمہیں کیا تکلیف تھی ڈاڑھی کے بغیر۔“

”نہ تمہیں ڈاڑھی میں کوئی تکلیف تھی....“ جوزف نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

”میری بات چھوڑو.... ڈاڑھی ہو یا نہ ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جب ہر بنڈا فرانس کی جیل سے فرار ہو کر یہاں پہنچا تھا تو اس کے چہرے پر ڈاڑھی تھی۔“

”ضرور رہی ہوگی....“ جوزف سر ہلا کر بولا۔

”تم اتنی لاپرواہی سے گفتگو کر رہے ہو کہ میں اب پاگل ہو جاؤں گا۔“

”نہیں.... نہیں.... ایسا نہ ہونے دینا نہیں تو میرا کیا ہوگا۔“

”میں یہ کہہ رہا تھا عقل کے پتلے کہ تمہارے بقراط نے تمہیں یہاں ہر بنڈا بنا کر کیوں بھیجا۔“

”باس کی مرضی۔“

”خواہ تمہاری کھوپڑی میں سوراخ ہو جائیں۔“

”میری زندگی کا مقصد یہی ہے مسٹر کہ باس پر قربان ہو جاؤں۔ پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ

یہ سب کچھ سوچتا پھروں۔“

”بہت دیر سے پیدا ہوئے۔“ جیمسن دانت پیس کر بولا۔ ”تمہیں تو ہزاروں سال پہلے پیدا

ہوتا تھا جب زندہ غلام مردہ آقاؤں کے ساتھ ہنسی خوشی دفن ہو جایا کرتے تھے۔“

”میرے جسم میں اتنی ہی پرانی روح ہے مسٹر.... میں صرف اپنے باس کے لئے زندہ ہوں

اور ایک دن اسی کے لئے مر جاؤں گا۔“

”شائد وہ دن قریب آپہنچا ہے۔“

”ہوگا....“ جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

جیمسن اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پر سکون لہجے میں بولا۔ ”جس کی

تصویر ہمارے پاس تھی۔ اس کا کچھ نہ کچھ تعلق فرانس کی سیکرٹ سروس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔“

”ذہل کر اس کرنے والے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کئی پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔“

جوزف آہستہ سے بولا۔

”کیا مطلب....؟“

جوزف اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا اور بولا۔

”میرا باس سچ سچ احمق نہیں ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کس کی تصویر تھی۔“

”نہیں....“

”اسی ایجنٹ کی جس نے ایکس ٹوکو ذہل کر اس کیا تھا۔“

”اوہ....“ جیمسن چونک کر بولا۔ ”وہ کیڑے والا قصہ....“

”ٹھیک سمجھے.... اسی ایجنٹ نے کرنل ہوریشیو کو ایکس ٹوکو کے آدمیوں کے پیچھے لگایا تھا۔“

”سوال تو یہ ہے کہ پرنس ہر بنڈا....؟“

”صبر کے ساتھ سنتے رہو....“ جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”کرنل ہوریشیو کی گرفتاری کی

خبر سنتے ہی وہ ایجنٹ روپوش ہو گیا۔ تمہیں غالباً ایڈیڈے ساداں یاد ہوگی۔“

”ہاں.... ہاں.... لو یسا....“

”وہ میرے باس کی دشمن ہو گئی ہے۔ اسی نے بین الاقوامی خیر اندیشیوں کو انس ایجنٹ کے

توسط سے ایکس ٹوکو اور اس کے آدمیوں کے لئے درد سر بنایا تھا۔“

اس داستان کے لئے عمران کا ناول ”ادھورا آدمی“ پڑھئے۔

”سمجھ گیا.....!“ جیمن سر ہلا کر بولا۔

”کیا سمجھ گئے.....؟“

”تم قربانی کے بکرے بنائے گئے ہو۔!“

”ایسی بے ہودہ باتیں نہ کرو..... میرا پاس دیوتا ہے..... اس نے مجھے سارے خطرات سے آگاہ کر دینے کے بعد یہ تجویز پیش کی تھی۔!“

”قربانی کے بکرے دیوتاؤں ہی کے لئے ہوتے ہیں۔!“

”مسٹر جیمن.....! میں درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند رکھو ورنہ میں سب سے پہلے تمہیں ہی قتل کر دوں گا۔!“

”میرے پاس کو اگر کوئی میری موجودگی میں بھون کر کھا بھی جائے تو میرے کان پر جوں نہیں ریگے گی۔!“

”تمہارا اپنا معاملہ ہے۔!“ جوزف نے خشک لہجے میں کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ جیمن تھوڑی دیر بعد سر ہلا کر بولا۔ ”میں سمجھ گیا۔ وہ حضرت ہمارے آس پاس ہی کہیں موجود ہوں گے۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!“

”کنگ چانگ والے کیس میں بھی یہی ہوا تھا۔ ہم خود کو تنہا سمجھ رہے تھے لیکن وہ حضرت اچانک نمودار ہو گئے تھے۔!“

”میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ مجھے اس آدمی کو تلاش کر کے قتل کر دینا ہے۔!“

”تلاش کیا اور قتل کر دیا.....!“ جیمن نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

جوزف صرف غصیلی نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ کچھ بولا نہیں.....! جیمن نے

تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”میں نے تو محض مفت کی تفریح ہو جانے کے خیال سے اپنی ڈاڑھی صاف کرا دی تھی۔!“

”مجھے اس سے غرض نہیں کہ تمہارا منظر کیا ہے۔!“ جوزف آہستہ سے بولا۔

”خیر..... خیر..... دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔ بڑھیا تو یہاں رات نہیں بسر کرنے دے گی۔!“

”آسمان والا یہاں بھی ہے۔!“ جوزف نے لا پرواہی سے کہا۔

پھر وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھ رہے تھے۔ دفعتاً جیمن اٹھتا ہوا بولا ”ہمیں تیار رہنا چاہئے۔!“

اس نے تیزی سے اپنا سامان اکٹھا کر کے سفری بیگ میں ٹھونٹنا شروع کر دیا تھا۔ پھر جوزف نے بھی اس کی تقلید کرنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ رداگی کے لئے تیار ہو گئے اس کے بعد انہیں کچھ دیر اور انتظار کرنا پڑا تھا۔

بڑھیا دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرہ ستا ہوا تھا..... بہت زیادہ فکر مند معلوم ہوتی تھی۔

”سب سے پہلے میں تم لوگوں کا پیٹنگی کرایہ واپس کروں گی۔!“ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”صرف آج کی رقم وضع کر لی ہے۔!“

”ارے نہیں سی نیورا.....! واپسی کی کیا ضرورت ہے.....!“ جیمن بول پڑا۔

”نہیں.....! یہ ضروری ہے اگر تم خود ہی جارہے ہوتے تو اس پر میرا حق ہوتا۔!“

”تمہاری یہی مہربانی کیا کم ہے کہ تم نے ہمیں خطرے سے آگاہ کر دیا۔!“

”خیر ختم کرو ان باتوں کو..... یہ رقم رکھو.....!“ اس نے کئی نوٹ اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ ”نیچے ایک ٹیکسی موجود ہے۔ میں نے ڈرائیور کو ہدایت دے دی ہیں وہ تمہیں ایک

جگہ اتارے گا۔ تم مکان میں چلے جانا اور صاحب خانہ کو میرا خط دے دینا۔!“

”بہت بہت شکریہ.....! ہم آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھیں گے۔!“

وہ کچھ نہ بولی اور بلاؤز کے گریبان سے ایک لفافہ نکال کر جیمن کی طرف بڑھا دیا۔ پھر وہ جانے کے لئے مڑ گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی جگمگاتی ہوئی سڑکوں پر گزر رہی تھی۔

سفر قریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔

ٹیکسی ایک ایسے علاقے میں رکی تھی جہاں چھوٹے چھوٹے معمولی قسم کے مکانات تھے اور آبادی بھی زیادہ گھنی معلوم ہوتی تھی دور تاروں بھرے آسمان کے پیش منظر میں پہاڑوں کے سلسلے پھیلے نظر آرہے تھے۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر اس مکان کی طرف بڑھے جس کے سامنے ٹیکسی روکی گئی تھی۔ کھڑکیاں روشن تھیں لیکن اندر سے کسی قسم کی آواز نہیں آرہی تھی ٹیکسی واپسی کے لئے مڑ گئی۔!

انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا تھا اور کسی مرد نے غرا کر پوچھا۔ ”کون ہے۔؟“

”ہم صاحب خانہ کے لئے ایک خط لائے ہیں!“ جیمسن بولا۔

”کس کا خط ہے....؟“

”سی نیور نے نیلی کا....!“

”اوہ.... اچھا.... اندر آ جاؤ....!“ وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ روشنی میں انہوں نے اس کی شکل دیکھی۔ بھاری جبروں والا ایک بلند قامت آدمی تھا۔ آنکھوں سے اذیت پسندی مترشح تھی۔ جوزف کو اس نے خاص طور سے گھور کر دیکھا تھا۔ لیکن انداز میں شناسائی کی جھلک بھی نہیں تھی۔ ہو سکتا تھا ناپسندیدگی کی بناء پر اس نے جوزف کو اس طرح دیکھا ہو۔ نیگرو کو یورپ کے باشندے ایسی ہی نظروں سے دیکھتے ہیں!

وہ انہیں نشست کے کمرے میں لایا۔ جیمسن نے اسے دروازے ہی پر لفافہ تھما دیا تھا۔ لیکن وہ خط کے مضمون سے لاعلم تھا۔ بہر حال وہ اسے خط پڑھتے دیکھتا رہا۔ خط پڑھ کر اس نے جیب میں رکھا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ ”میرا نام جینی گارڈو ہے!“ جیمسن کے بعد اس نے جوزف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اگر تمہاری طبیعت میں ستھرا پن ہے تو مجھے تمہارے یہاں قیام کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی تم نے نیلی کے دوست ہو۔“

”شکریہ....! میں بھی کر جھین ہی ہوں....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”مجھے صرف اسی پر اعتراض ہو سکتا ہے۔“ گارڈو مسکرایا۔

”میرا سا تھی صفائی پسند اور شائستہ ہے....!“ جیمسن بولا۔

اس نے جوزف کی آنکھوں میں ناگواری کے آثار دیکھے تھے۔

”کیا تم لوگ کھانا کھا چکے ہو....؟“ گارڈو نے پوچھا۔

”ہاں.... فی الحال تمہیں اس کی تکلیف نہ دیں گے۔“ جیمسن نے کہا۔

رات بسر کرنے کے لئے انہیں ایک چھوٹا سا کمرہ نصیب ہوا تھا۔ جس میں ایک بڑے تخت

پر دونوں کو سونا پڑا تھا۔

دوسری صبح معلوم ہوا کہ گارڈو اس مکان میں تنہا نہیں تھا۔ دو لڑکیاں بھی تھیں اس کے

ساتھ جن کا تعارف اس نے بہنوں کی حیثیت سے کرایا۔ بڑی کا نام پور شیا تھا اور چھوٹی سلویا کہلاتی

تھی۔ ناشتے کی میز پر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

جیمسن کی تجویز کے مطابق جوزف نے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا اور پھر اسی تخت پر جا پڑا تھا جس پر رات بسر کی تھی۔ واقعی اس کی حالت خراب تھی۔ صبح آنکھ کھلتے ہی پہلا گھونٹ حلق سے نہیں اتر سکا تھا۔ شراب تھی ہی نہیں اور میزبان نے بھی کوئی ایسی پیش کش نہیں کی تھی جس سے یہ معلوم ہو تاکہ وہ پیئے پلانے کے معاملے میں فراخ دل واقع ہوا ہے۔

اپنے پروگرام کے مطابق جیمسن گیارہ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلا اتنی رقم تو تھی ہی کہ وہ سستی شراب کی دو تین بوتلیں جوزف کے لئے خرید سکتا۔

نیکسی آسانی سے مل گئی تھی اور وہ شہر پہنچا تھا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اس نے ان نمبروں پر رنگ کیا۔ جو کسی نامعلوم آدمی کی طرف سے اسے ملے تھے۔

دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔ جیمسن نے خط کا نمبر بتا کر پچھلے دن کی روداد دہرائی۔ دوسری طرف سے موجود قیام گاہ کا محل وقوع پوچھا گیا اور جواب ملے پر آواز آئی۔ ”تم

لوگوں سے جلد ہی رابطہ قائم کیا جائے گا۔ فی الحال وہیں تک محدود رہو....!“

”اور کچھ....؟“ جیمسن نے پوچھا۔

”نہیں فی الحال اتنا ہی.... تمہارا پرس تو ہلکا نہیں ہے۔!“

”نہیں....! دو تین دن بہ آسانی نکل جائیں گے۔!“

”ایک ضروری بات نوٹ کرو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”نیگرو کا چہرہ صاف

ہو جانا چاہئے۔ اب ضرورت نہیں رہی۔!“

”وہ میری بات پر یقین نہیں کرے گا۔!“ جیمسن نے کہا۔ ”جس نے ڈاڑھی رکھوائی تھی وہی

صاف کر اسکے گا۔!“

”اچھا.... اچھا.... ذرا دیر ہو لڈ کرو....!“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا

گئی۔ جیمسن ریسور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

”ہلو....!“ پھر آواز آئی اور جیمسن کا جواب سن کر کہا گیا۔ ”اس سے کہہ دینا سر کنڈوں کے

سانپ صفائی چاہتے ہیں۔!“

جیمسن نے پر معنی انداز میں سر ہلایا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

”تو یہ بات ہے....؟“ جیمسن بڑبڑاتا ہوا ہاتھ سے باہر آیا۔

اس نے ضروریات کی چیزیں خریدی تھیں اور قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ گارڈو کی بہنیں اسے پسند آئی تھیں۔ فلرٹ نہیں معلوم ہوتی تھیں خود گارڈو بھی سنجیدہ آدمی ثابت ہوا تھا۔ لیکن چہرے کی بناوٹ کے اعتبار سے فطرتاً اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ گھر پہنچ کر اس نے سب سے پہلے جوزف کی خیریت دریافت کی تھی۔

”وہ تمہارے جانے کے بعد سے اب تک کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا....!“ سلویا نے جواب دیا۔

”تمہاری بہن اور بھائی نہیں دکھائی دیتے۔!“

”وہ دونوں میری طرح بیکار تو نہیں ہیں۔ وہ کام کرتے ہیں اور میں گھر سنبھالتی ہوں۔!“

”یہ بڑی اچھی بات ہے.... اچھا اب میں ذرا اپنے ساتھی کی خبر لے لوں پھر امور خانہ داری میں تمہارا ہاتھ بٹاؤں گا۔!“

پھر وہ اس کمرے میں آیا جہاں جوزف فرش پر اوندھا پڑا کر رہا تھا۔

”آگئیں.... اب تو نہ مرو....!“ جیمسن نے کہا اور جوزف اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ تینوں بوتلیں یکے بعد دیگرے تھیلے سے برآمد ہو رہی تھیں۔

”خدا تمہیں جزائے خیر دے....!“ جوزف ان کی طرف لپکتا ہوا بولا۔

پہلے ہی ہلے میں اس نے چوتھائی بوتل صاف کر دی تھی۔

”ذرا احتیاط سے.... شیرہ نہیں ہے.... دو دن نکالنے ہوں گے۔! چھ بوتلیں یومیہ والے دن بھول جاؤ۔!“

”اچھا.... اچھا....!“ وہ دانت نکال کر بولا۔ ”میں احتیاط رکھوں گا۔! تم نے فون پر اس آدمی سے گفتگو کی تھی۔!“

”کی تھی....!“ جیمسن بڑا سامنے بنا کر بولا۔ ”تمہارے لئے فوری طور پر چہرے کی صفائی کا حکم صادر ہوا ہے۔!“

”میرا مضحکہ مت اڑاؤ.... اپنی مرضی سے ڈاڑھی نہیں رکھی۔!“

”احسن آدمی....! میں سچ کہہ رہا ہوں.... یہی ہدایت ملی ہے۔!“

”کیسے یقین کر لوں....!“

”سرکنڈوں کے سانپ صفائی چاہتے ہیں۔!“ جیمسن نے کہا اور جوزف خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ ”آسمان والے تیرا بہت بہت شکریہ.... تو نے میری اداسی رفع کر دی۔“ اس نے کہا تھا اور پھر شائد جیمسن کا منہ چومنے کے لئے جھپٹا تھا۔ جیمسن بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

”میں تمہیں ضرور بوسہ دوں گا۔ تم نے بڑی اچھی خبر سنائی ہے مسٹر....!“

”بوسہ گندی حرکت ہے.... اس لئے مجھے معاف رکھو....!“ جیمسن نے کہا۔

”خیر.... خیر....!“ جوزف نے کہا۔ ”میری نیت نے بوسہ تم تک پہنچا دیا۔!“

”کیا سرکنڈوں کے سانپ تمہارے رشتے دار لگتے ہیں۔!“

”نہیں....! یہ میرے باپ کا فرمان ہے.... اب میں خود کو یتیم نہیں محسوس کر رہا۔!“

”بکو اس بند کر کے بتاؤ کہ کیا چکر ہے۔!“

”باس یہیں موجود ہیں۔ تصدیق ہو گئی۔!“

”تمہارا باس سرکنڈوں کا سانپ کب سے ہو گیا ہے۔!“

”اس نے بتایا کہ فنیلی ہمیں اس لئے آڈٹو میں نہ رکھ سکی کہ اس کے سفید فام گاہک ایک کالے آدمی کا وجود برداشت نہیں کر سکتے تھے اس کا بھائی گارڈو چونکہ انسانیت پر یقین رکھتا ہے اور فنیلی بھی ذاتی طور پر ایسے ہی خیالات رکھتی ہے اس لئے اس نے ہمیں یہاں بھیج دیا۔“

”اس وہم میں نہ رہنا۔۔۔۔۔ پچھلی رات اس نے تمہیں دیکھ کر ناگواری ہی ظاہر کی تھی۔“

”وہ صفائی ستھرائی کی بات تھی۔ گورے کالے کی بات نہیں تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میری نسل کے زیادہ تر لوگ صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔“

”خیر۔۔۔۔۔! دیکھا جائے گا۔“ جیمسن بڑبڑاتا ہوا تخت پر نیم دراز ہو گیا۔

شام کو چائے کی میز پر اس نے وہ دونوں تھکے کالے جو اس نے لڑکیوں کے لئے خریدے تھے تھکے شکریے کے ساتھ قبول کئے گئے اور گارڈو بولا۔ ”ایرانی بڑے شائستہ ہوتے ہیں۔ مجھے ایرانی موسیقی پسند ہے۔“

”شکریہ۔۔۔۔۔! کچھ سناؤں۔۔۔۔۔!“ جیمسن بولا۔

”ابھی نہیں۔۔۔۔۔! رات کے کھانے کے بعد۔۔۔۔۔!“ گارڈو نے کہا۔

جیمسن اسی دوران میں بار بار جوزف کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کا مضحکہ اڑانا چاہتا ہو۔ شاید پورشیانے اسے محسوس کر لیا تھا اور وہ بھی جوزف کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ سب اسی کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کی ڈاڑھی خواہ مخواہ بل رہی تھی۔

”کیا یہ کبھی آرام نہیں کرتی۔!“ دفعتاً جیمسن انگلی اٹھا کر بولا۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔؟“ جوزف چونک پڑا۔

”رات مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔۔۔۔۔ یہ سوتے میں بھی ہلتی رہتی ہے۔!“

جوزف جھپٹے ہوئے انداز میں ہنسا تھا۔

”مضحکہ خیز لگتے ہو۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے ہم اس کی وجہ سے آڈٹو میں نہ ٹھہر سکے ہوں۔!“

”مجھے اس طرح ذلیل نہ کرو۔۔۔۔۔!“ وہ بُرا مان کر بولا۔ کنکھیوں سے لڑکیوں کو دیکھے جا رہا تھا۔

”سچ کہتا ہوں ڈاڑھی کے بغیر زیادہ اچھے لگو گے۔۔۔۔۔!“ جیمسن نے کہا اور دوسروں سے

پوچھا۔ ”آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔!“

”یہ بات تو ہے۔۔۔۔۔!“ دونوں لڑکیاں بیک وقت بول پڑیں۔ گارڈو کچھ نہ بولا خاموشی سے

انہیں دیکھے جا رہا تھا۔

یہ گھرانہ انگریزی بول اور سمجھ سکتا تھا اس لئے جیمسن کو اپنا کرتب دکھانے کا موقع مل گیا تھا۔

ذرا ہی سی دی ریل لڑکیاں جوزف کے سر ہو گئیں اور وہ بالآخر اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

”یہ بڑی نامناسب بات تھی۔۔۔۔۔!“ گارڈو نے اپنی بہنوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ہنسنے لگیں اور گارڈو نے جیمسن سے کہا۔ ”دراصل یہ تمہاری شرارت تھی۔!“

”میں عرصہ سے کوشاں رہا ہوں کہ اس کی ڈاڑھی صاف ہو جائے۔!“ جیمسن ڈھٹائی سے بولا۔

”غالباً تم بھی اسی کی طرح مذہبی آدمی ہو۔!“

”یہ بات تو ہے۔۔۔۔۔!“ جیمسن سر ہلا کر بولا۔

”اسی لئے دوسروں کی دل آزاری میں لذت محسوس کرتے ہو۔۔۔۔۔ میں نے عام طور پر یہی

دیکھا ہے۔!“

”نہیں۔۔۔۔۔!“ پورشیانہ اٹھا کر بولی۔ ”ہم اس مسئلے پر بور نہیں ہونا چاہتے۔!“

گارڈو خاموشی سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔

”تمہارے بھائی بہت جذباتی معلوم ہوتے ہیں۔!“ جیمسن بولا۔

”کاش یہ سچ ہوتا۔!“ پورشیانہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ ”وہ منطقی دماغ رکھتا ہے اس کے

یہاں جذبات کا دخل نہیں۔!“

”پیشے کے اعتبار سے اسکول ماسٹر معلوم ہوتے ہیں۔!“

”بالکل غلط۔۔۔۔۔ ملکینک ہے۔!“

”آج میرے سارے اندازے غلط ہو رہے ہیں۔!“

”تم ایرانی موسیقی کی بات کر رہے تھے۔!“ سلویا بول پڑی۔

”رات کے کھانے کے بعد۔!“

”یہ تو گارڈو کی تجویز تھی۔ وہ جا چکا ہے۔۔۔۔۔ اب تم ہمیں سنا سکتے ہو۔!“

”یونہی شروع کر دوں۔ یا گیار بھی ہے تمہارے پاس۔۔۔۔۔!“

”ہے۔۔۔۔۔ میں لا رہی ہوں۔!“ سلویا اٹھتی ہوئی بولی۔

اس کے چلے جانے کے بعد جیمسن نے پورشیانے سے کہا۔ ”یہاں کی ہوا میں اتنی مستی ہے کہ

”کس بناء پر کہہ رہے ہو....؟“ فیجر نے سوال کیا۔

”دن میں کئی بار کلرک سے پوچھتا ہے کہ اس کے لئے کوئی پیغام تو نہیں ہے۔!“

”بہر حال ہوشیار رہو۔ کیا تم اس کے کاغذات طلب کر کے دیکھنے کی جرأت کر سکو گے۔!“

”کسی معقول وجہ کے بغیر یہ ہمارے حق میں اچھا نہ ہو گا۔!“ خانگی جاسوس نے جواب دیا۔

”بے حد خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں اس کی آمد کے وقت یہاں موجود ہوتا تو

کوئی کمرہ خالی نہ ہونے کا بہانہ کر دیتا۔!“

”اوہ.... اتنی تشویش کی ضرورت نہیں۔ میں اس پر نظر رکھوں گا۔ آپ مطمئن رہئے۔!“

یہ بات یہیں ختم نہیں ہو گئی تھی.... دوسری طرف پیشہ ور لڑکیاں ایک بے حد چالاک

لڑکی کو تاؤ دلانے میں کامیاب ہو گئی تھیں اور وہ ان سے کہہ رہی تھی۔ ”خطرناک سے خطرناک

مرد بھی عورت کے معاملے میں بالکل الو ہوتا ہے۔ میں اسے دیکھ لوں گی۔!“

ٹھیک اسی وقت خانگی جاسوس بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے محشی کا دعویٰ سنا۔ یہ اپنی لڑکی

تھی۔ اطالوی، فرانسیسی اور انگریزی روانی سے بول سکتی تھی۔

”تم کچھ نہ کر سکو گی۔!“ خانگی جاسوس نے چڑھانے کے سے انداز میں کہا۔

”تمہی نے کونسا بڑا تیر مار لیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے فرانس میں شیر گھس آیا ہو۔!“

محشی نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ ”میں نہیں سمجھ سکتی کہ لوگ آخر اتنے سراسیمہ کیوں ہیں۔!“

”انہی میں تم بھی شامل ہو۔!“ خانگی جاسوس پھر چڑھانے کے سے انداز میں بولا۔ ”ورنہ اس

وقت اس گفتگو میں کیوں حصہ لے رہیں تھیں۔!“

”تم خواہ مخواہ کیوں آکودے بیچ میں۔!“

”میں تمہاری ہی تلاش میں نکلا تھا۔!“

”اس عنایت کی وجہ....؟“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

”سب کے سامنے نہیں بتاؤں گا۔!“ اس نے کچھ ایسے لگاوت کے انداز میں کہا کہ دوسری

لڑکیاں ہنس پڑیں۔

محشی کو پھر تاؤ آگیا اور وہ خانگی جاسوس کا بازو پکڑ کر ایک طرف کھینچتی ہوئی لے چلی۔ ”چلو

بتاؤ.... چلو بتاؤ....!“ کہتی جا رہی تھی۔

خواہ مخواہ گانے کو دل چاہتا ہے۔!“

پور شیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سلویا خالی ہاتھ دوڑتی ہوئی آئی۔

”وہ.... وہ.... بیچ شیو کر رہا ہے۔!“ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ جیمسن نے قہقہہ لگایا۔

پور شیا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آرہے تھے اور پھر وہ شرمندگی ظاہر کرتی ہوئی

بولی تھی۔ ”ہمیں اس کا مضحکہ نہیں اڑانا چاہئے تھا۔!“

”بہت بڑا کام ہوا ہے۔!“ جیمسن ہنستا ہوا بولا۔ ”اس کے ساتھ باہر نکلتے وقت مجھے ہمیشہ یہی

محسوس ہوا ہے جیسے معذور بچوں کے لئے چندہ اکٹھا کرنے نکلے ہوں۔!“

”مجھے بے حد افسوس ہے! بقول گارڈو بیچ ہم سے اس کی دل آزاری کا گناہ سرزد ہوا ہے۔!“

”ارے چھوڑو بھی اب آدمی لگے گا۔!“ تم گیار نہیں لائیں سلویا۔!“

”نہیں.... اب دل نہیں چاہتا۔ بے چارہ جوزف۔!“

جیمسن برا سامنہ بنا کر اپنی گدی سہلانے لگا۔



آٹھ منزلہ ہوٹل فرانس کے کمرہ نمبر بیالیس کا کرایہ دار خون خوار آدمی معلوم ہوتا تھا۔

ایک بار اس کے چہرے پر نظر پڑنے کے بعد دوبارہ دیکھنے والے کم ہی رہے ہوں گے۔ ہوٹل کے

ملازمین اس سے آنکھ ملا کر گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ابھی تک کسی کو بھی اس کے خلاف کسی

بھی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا۔

ہوٹل کی پیشہ ور لڑکیاں اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتی تھیں.... ڈائینگ ہال میں وہ اپنی میز

پر تنہا ہوتا۔ جب کھانے بیٹھتا تو ہال میں موجود آس پاس کے لوگوں کی نظریں اسی پر جمی رہتیں۔

ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی لق و دق جنگل میں کوئی درندہ تنہا بیٹھا اپنے شکار کو بھنبھوڑ رہا ہو۔ اس

وقت قطعی یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنے آس پاس دوسروں کی موجودگی کا احساس بھی ہو۔

ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا نام ڈانو مورلی لکھوایا تھا۔ قیام کرنے کے دن سے اب تک ہوٹل

کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلا تھا۔

ہوٹل کے خانگی جاسوس نے اس کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے فیجر سے کہا تھا۔

”شائد وہ یہاں کسی کی آمد کا منتظر ہے۔!“

”بس بس.... اب رک جاؤ!“ خاگی جاسوس بولا۔ ”اب یہاں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔!“

”بتاؤ جلدی.... کیا کہنا چاہتے ہو....؟“ وہ رکتی ہوئی بولی۔

”میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کی سراسیمگی بے معنی نہیں ہے۔!“

”بالکل بے معنی ہے.... یہ ایک ہوٹل ہے یہاں ہر قسم کے لوگ قیام کر سکتے ہیں۔ پتا نہیں کتنے ڈاکو، چور اور قاتل قیام کر کے چلے جاتے ہوں گے لیکن کسی کو پرواہ نہیں ہوتی۔ اس بے چارے کا قصور صرف یہ ہے کہ قدرت نے اسے خون خوار چہرہ عطا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اندر سے وہ بالکل موم ہو۔!“

”ہمیں اسکے چہرے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں صرف اپنی اور منبر کی بات کر رہا ہوں۔!“

”میں تو سبھی کو اس کے بارے میں متشکک دیکھتی ہوں۔!“

”وہ اس کے رویے کی بناء پر ہو گا۔ لوگ اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔!“

”تم دونوں کی تشویش کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔!“ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

”چھ ماہ پہلے کی بات ہے.... اتھنر کے ایک ہوٹل میں ایسا ہی ایک خوف ناک شکل والا

مسافر قیام پذیر ہوا تھا ایسا ہی پر اسرار.... ایک دن کئی آدمی اس سے ملنے آئے اور اسی رات کو ہوائی اڈے پر مسافروں کے جہوم پر فائرنگ کی گئی۔ فائرنگ کرنے والوں میں سے دو پکڑ لئے گئے۔ یہ دونوں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس خوفناک چہرے والے سے ہوٹل میں ملاقات کی تھی۔ چھ مسافر اس فائرنگ سے ہلاک ہوئے تھے۔!“

”اور وہ خوفناک چہرے والا....؟“ عجیبی نے پوچھا۔

”وہ اچانک غائب ہو گیا تھا۔ گرفتار ہونے والے بھی اس کے بارے میں صرف اتنا ہی بتا سکے کہ فائرنگ کرنے کی ہدایت اسی سے ملی تھی۔ وہ کون تھا، کہاں کا باشندہ تھا، فائرنگ کا مقصد کیا تھا....؟ آج تک نہ معلوم ہو سکا۔!“

”ہوں....!“ عجیبی سر ہلا کر بولی۔ ”ضروری نہیں کہ یہ آدمی وہی ہو۔ پھر تم پولیس سے

رابطہ قائم کر سکتے ہو۔!“

”پہلے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ فائرنگ کا واقعہ یونان میں ہوا تھا اٹلی

میں نہیں۔ اگر میرا قیاس غلط نکلا تو میرا لائنس ضبط ہو جائے گا۔!“

”بات تو ٹھیک ہے....!“ عجیبی سر ہلا کر بولی۔

”میری دانست میں تم بہت ذہین ہو....!“ خاگی جاسوس طویل سانس لے کر بولا۔ ”لہذا خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ کرنے کی بجائے کوئی تعمیری کام کرو۔!“

”کیا کہنا چاہتے ہو....؟“

”کسی طرح اس کے کمرے میں ایک الکٹرونک بگ پہنچا دو۔!“

”یہ کام تو تم بھی کر سکتے ہو۔!“

”وہ ابھی تک ہوٹل سے باہر گیا ہی نہیں کہ کنجی ہمارے ہاتھ آتی۔!“

”ہاں یہ بات تو ہے.... وہ باہر نہیں جاتا۔!“

”لہذا یہ کام تم بخوبی انجام دے سکو گی۔!“

”وہ ہم میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔!“

”تم نے اس سے سمجھ لینے کا دعویٰ آخر کس بناء پر کیا تھا....؟“

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ ”لاؤ.... وہ الکٹرونک بگ مجھے دے دو.... میں کچھ کروں گی۔!“

فرانسیا کی یہ پیشہ ور لڑکیاں روم سروس سے بھی متعلق تھیں اور یہی وہاں ان کی موجودگی کا جواز تھا۔ گاہکوں کے کمروں میں کھانا شراب اور دوسرے مشروبات پہنچاتی تھیں۔ لیکن ابھی تک کسی کی بھی ہمت نہیں پڑی تھی کہ خوف ناک چہرے والے ڈانو موریل کے کمرے میں قدم رکھ سکتی۔ اگر وہ کمرے میں کھانا یا شراب طلب کرتا تو کوئی مرد ہی اس کے آرڈر کی تعمیل کرتا تھا۔ لیکن خاگی جاسوس اپنے کام کے سلسلے میں کسی مرد پر اعتماد نہ کر سکا۔!

بہر حال اسی رات کو عجیبی شراب لے کر اس کے کمرے میں جا پہنچی....! ڈانو موریل نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائی تھیں۔

”آج یہ نئی بات کیوں....؟“ وہ آہستہ سے غرایا۔

”میں نہیں سمجھی سی نیور....!“ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

”پہلے کوئی لڑکی میرے کمرے میں نہیں آتی تھی۔!“

”میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں سی نیور....!“

”خیر.... خیر.... کیا تم کچھ دیر یہاں ٹھہرو گی۔!“

”جیسا آپ حکم دیں سی نیور....!“

”بیٹھ جاؤ....!“ اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

”شکریہ سی نیور....!“ محیشی نے کہا اور بیٹھ گئی۔

”دوسرا گلاس ہوتا تو تم بھی پی سکتیں.... کمرے کا گلاس آج اتفاق سے ٹوٹ گیا۔ دوسرا

طلب کرنا بھول گیا تھا۔!“

”ڈیوٹی کے اوقات میں نہیں جیتی سی نیور۔!“

”ظاہر ہے....! کیسے پی سکتی ہو۔!“ موریلی نے اپنے لئے شراب انڈیلے ہوئے کہا۔ ایک ہی

سانس میں گلاس خالی کر کے دوسرا بھرنے لگا تھا۔

محیشی سوچ رہی تھی کہ آخر لوگ اس سے خوف زدہ کیوں تھے یہ تو بالکل ایک عام سا آدمی

ہے۔ شکل خوف ناک ہو سکتی ہے.... آنکھیں شرربار ہو سکتی ہیں۔ لیکن اندر سے نرم ہی معلوم

ہوتا ہے۔

دوسرا گلاس خالی کر کے وہ باتھ روم کی طرف چلا گیا تھا اور محیشی نے بڑی پھرتی سے

الکڑونک بگ اس کے بستر کے نیچے چھپا دیا تھا۔

”جانتی ہو میں نے تمہیں کیوں روکا ہے....؟“ اس نے واپسی پر محیشی سے پوچھا اور محیشی

لگاؤٹ کے انداز میں مسکرائی۔

”تم غلط سمجھیں۔!“ وہ انگلی اٹھا کر بولا۔ ”میں تمہارا نام پوچھوں گا اگر وہ تمہاری شخصیت سے

ہم آہنگ ہو تو خیر.... ورنہ میں تم سے درخواست کروں گا کہ اپنا نام بدل دو۔!“

محیشی متحیر رہ گئی نہ وہ نشے میں معلوم ہوتا تھا اور نہ غیر سنجیدہ!

”مم.... میرا نام.... محیشی ہے اور میں اپنی ہوں۔!“

”خوب.... خوب....! تم محیشی ہی معلوم ہوتی ہو۔ یہ نام تمہاری شخصیت سے مطابقت

رکھتا ہے اور تم بہت اچھی اطالوی بول سکتی ہو۔ کیا تم مستقل طور پر یہیں رہتی ہو۔!“

”ہاں.... آٹھویں منزل پر میرا کمرہ ہے۔!“

”اچھی بات ہے.... اب تم جاؤ.... ضرورت ہوگی تو میں روم سروس کو فون کر کے صرف

تمہارا نام لوں گا۔!“ پھر اس نے اپنے پرس سے کئی بڑے نوٹ کھینچے تھے اور اس کی طرف بڑھاتا

ہوا بولا تھا۔ ”مجھے سرو کر کے تمہیں ہمیشہ خوشی ہوگی۔!“

”شکریہ سی نیور.... میں ہر وقت.... ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔!“

خاصی بڑی رقم تھی وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ایک ہفتے کی کمائی کے برابر پندرہ منٹ

میں کمالے گی۔ اور وہ بھی بالکل مفت.... بے وجہ۔

حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتی ہوئی وہ اس کے کمرے سے برآمد ہوئی تھی۔

اسی رات کو خانگی جاسوس اپنے کمرے میں بے حد مصروف نظر آیا۔ ایئر فون اس کے کانوں

پر چڑھا ہوا تھا اور سامنے ٹیپ ریکارڈر پر اسپولز گردش کر رہے تھے۔

خوف ناک چہرے والے موریلی کے کمرے میں خاموشی نہیں تھی۔ کوئی عورت بول رہی

تھی۔ لیکن وہ ہوٹل کی لڑکیوں میں سے کسی کی آواز نہیں تھی۔ خانگی جاسوس کی پیشانی پر سلوٹیں

ابھر آئیں۔

عورت کہہ رہی تھی۔ ”کالا آدمی کسی ایرانی کے ساتھ پہلے نے نیلی کے بورڈنگ میں ٹھہرا

تھا جہاں وہ پرنس ہر بنڈا کی حیثیت سے پہچانا گیا.... اور راتوں رات وہاں سے غائب ہو گیا۔“

”پرنس ہر بنڈا....!“ موریلی کی آواز سنائی دی۔ ”ٹھہرو....! مجھے سوچنے دو....!“ کچھ دیر

خاموشی رہی۔ پھر موریلی بولا۔ ”وہ اسی کالا آدمی ہو سکتا ہے۔ جوزف....! ایک بار وہ پرنس ہر بنڈا کا

رول ادا کر چکا ہے.... اسے تلاش کرو....!“

”نے نیلی لا علمی ظاہر کرتی ہے۔!“ عورت کی آواز آئی۔

”اگر وہ نہیں جانتی تو پہچانا کیسے گیا۔ نہیں مجھے یقین ہے کہ وہاں سے اس کے غائب ہو جانے

میں نے نیلی ہی کا ہاتھ ہے اور پر تشدد کرو.... سب کچھ اگل دے گی۔!“

”جیسی تمہاری مرضی.... یہ کر کے بھی دیکھے لیتے ہیں۔!“ عورت کی آواز آئی اور موریلی

بولا۔ ”اگر وہ نیکرو ہاتھ آگیا تو دوسرے لوگ بھی روشنی میں آجائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تنہا

نہ ہو گا اور ہاں اس کے ساتھ والے ایرانی کا حلیہ بتاؤ۔!“

”بس اس کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ کوئی ایرانی تھا۔!“

”خیر..... تم نے نیلی کو دیکھو.....!“ مورلی کی آواز آئی۔

پھر عورت نے رخصتی کلمات ادا کئے تھے اور آواز سے دروازہ بند ہوا تھا۔ خانگی جاسوس تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا تھا۔ پھر ٹیپ ریکارڈر کا سوچ آف کر کے ایئر فون کانوں پر سے اتارتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔



جوزف اور جیمسن تخت پر بے خبر سو رہے تھے کہ اچانک کوئی بہت وزنی چیز ان دونوں پر آگری۔ کمرے میں اندھیرا تھا انہوں نے بوکھلا کر اس وزن کو اپنے اوپر سے جھٹک دینے کی کوشش کی ہی تھی کہ سرگوشی سنائی دی۔

”میں سلویا ہوں۔!“

”جو قوف لڑکی یہ کیا حرکت.....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔

”آواز مت نکالنا.....!“

”یہ کیا بکواس ہے.....!“ جوزف تڑپ کر اٹھ بیٹھا اور وہ تخت کے نیچے جاگری۔

”کہاں گئیں تم.....؟“ جیمسن نے آہستہ سے پوچھا۔

”تم دونوں کے بارے میں کچھ آدمی گارڈو سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔“ سلویا پھر تخت پر

چڑھتی ہوئی بولی۔ ”ان کے ارادے اچھے نہیں معلوم ہوتے۔!“

جوزف اور جیمسن دونوں کی غنودگی ہوا ہو گئی۔ سلویا کہہ رہی تھی۔ ”وہ تشدد پر آمادہ ہیں۔

لیکن گارڈو نے سختی سے ہونٹ بھیجنے رکھے ہیں۔!“

اور پھر یک بیک انہوں نے دھینکا گشتی کی آواز سنی۔ جو غالباً نشست کے کمرے سے آرہی تھی۔

”اوہ..... چلو دیکھیں۔!“ جوزف نے ٹٹول کر جیمسن کا بازو دو بوج لیا۔

نشست کے کمرے میں روشنی تھی اور چار آدمی گارڈو کی بُری طرح پٹائی کر رہے تھے۔ پور شیا

ایک گوشے میں سہی کھڑی تھی۔ دفعتاً جوزف اور جیمسن نے ان چاروں پر چھلانگیں لگائیں۔

”تم ہٹ جاؤ..... بھائی گارڈو.....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”ہم دیکھ لیں

گے۔!“ ساتھ ہی اس کا گھونہ ایک حملہ آور کے جڑے پر پڑا تھا اور وہ اچھل کر دیوار سے جا

نکرایا۔ البتہ جیمسن کو دو آدمی چٹ گئے۔ گارڈو نے جوزف کے مشورے پر عمل کرنے کی بجائے

جیمسن کی مدد کرنی شروع کر دی تھی۔ قریب تھا کہ چاروں حملہ آور پست ہو جاتے کہ ان میں سے ایک نے ریوالور نکال لیا۔

”اپنے ہاتھ روکو ورنہ مارے جاؤ گے۔!“ اس نے دانت پیس کر کہا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت

ایک وزنی گلدان اس کے ریوالور والے ہاتھ پر پڑا اور ریوالور اچھل کر دور جاگرا..... جس پر

جوزف نے چھلانگ لگائی تھی دوسرے ہی لمحے میں وہ ریوالور اس کے ہاتھ میں نظر آیا۔

اندھیرے کمرے سے گلدان سلویا نے پھینکا تھا اور اب روشنی میں آکر اس طرح تنی کھڑی

تھی جیسے میدان اسی کے ہاتھ رہا ہو۔

”دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔!“ جوزف سانپ کی طرح پھپھکا کر۔ ”اور اپنے ہاتھ اوپر

اٹھاؤ.....!“

چاروں اسے کینہ توڑ نظروں سے دیکھتے ہوئے دیوار سے جا لگے۔ گارڈو کبھی جوزف کو دیکھتا

تھا اور کبھی ان لوگوں کو..... اس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا جس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

”لڑکیو..... تم بھائی گارڈو کی خبر لو.....!“ جیمسن نے کہا۔

”نہیں.....!“ گارڈو سر جھٹک کر بولا۔ ”پہلے یہ بتائیں کہ یہ کون ہیں اور انہیں اس کی

جرات کیسے ہوئی۔!“

اس نے یہ جملہ انگریزی کی بجائے اطالوی میں کہا تھا۔ وہ چاروں کچھ نہ بولے۔

”زبان کھولو ورنہ چاروں یہیں دفن کر دیئے جاؤ گے کیا تم نہیں جانتے کہ گارڈو کیسا

آدمی ہے۔!“

”تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو!“ ان میں سے ایک بولا۔

”یہ اس طرح نہیں مانیں گے.....!“ جیمسن بولا۔ ”کیونکہ ہم ان کے ہاتھ پیر باندھ کر

انہیں پولیس کے حوالے کر دیں۔!“

”گارڈو پولیس کے حوالے کرے گا.....!“ گارڈو نے حقارت سے کہا۔ ”گارڈو اس علاقے کا

قانون ہے۔ تم دروازہ بند کر دو اور ان کی جامہ تلاشی لو۔!“

جیمسن کے بڑھنے سے پہلے ہی سلویا نے جھپٹ کر دروازے کی سٹکنی چڑھا دی تھی۔ جیمسن

ان کی جامہ تلاشی لینے لگا۔ ایک کے پاس سے صرف ایک بڑا چاقو برآمد ہوا تھا۔

”بتاؤ تم کون ہو....؟ اور کس کے لئے کام کر رہے ہو۔!“ گارڈو پیرٹج کر بولا۔

”میں پھر کہتا ہوں ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو.... ورنہ پچھتاؤ گے!“ ایک آدمی نے کہا۔
”تم انہیں کیسے جانتے ہو....؟“

”ہم تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دیں گے۔!“

”اچھی بات ہے تو دفن ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔!“ گارڈو آستینیں چڑھاتا ہوا آگے بڑھا۔
”ٹھہر جاؤ بھائی....!“ جیمسن بول پڑا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو....؟“

”اگر یہ دفن کر دیئے گئے تو ہمیں اپنی وہ غلطی نہ معلوم ہو سکے گی جس کی بناء پر ہمیں پریشان کیا جا رہا ہے۔!“

”یہ بھی ٹھیک ہے....!“ گارڈو سر ہلا کر بولا۔

”کیا یہی اچھا ہو کہ ہم اطمینان سے کام کریں۔!“ سلویا بول پڑی۔

گارڈو مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اس دوران میں کمرے سے غائب رہی اور اب ایک بہت بڑی ٹرے میں کافی پاٹ اور پیالیاں اٹھائے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

”یہ کیا ہے....؟“ گارڈو نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

”ساری باتیں دوستانہ فضا میں ہوں گی۔ یہ چاروں بہت تھک گئے ہیں۔ انہیں کافی پلاؤں گی تاکہ ان کے اعصاب کا تناؤ کچھ کم ہو اور ڈھنگ کی باتیں کر سکیں۔!“

وہ چاروں بھی حیرت سے لڑکی کو گھورے جا رہے تھے۔

”چلو....! یہ بھی بُرا خیال نہیں ہے۔!“ گارڈو زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

سلویا نے چار پیالیوں میں کافی انڈیلی اور ایک ایک کر کے ان کے ہاتھوں میں تھماتی چلی گئی۔
جوزف انہیں اب بھی کور کئے ہوئے تھا۔

”گارڈو....! یہ بچی تم سے زیادہ عقل مند معلوم ہوتی ہے....!“ ان میں سے ایک بولا۔

گارڈو خاموشی سے سلویا کو دیکھے جا رہا تھا۔ پور شیا بھی اس کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔
لیکن بالکل خاموش تھی۔!

وہ چاروں کافی پیتے رہے۔ دفعتاً سلویا نے جوزف کے ہاتھ سے ریوالتور اچک لیا اور تیزی سے

دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے....؟“ دفعتاً گارڈو دہاڑا۔

”میں ان دونوں کو ان کے حوالے کروں گی۔ اگر تم نے دخل اندازی کی تو اچھا نہ ہو گا۔!“

سلویا بولی۔

”شباباش....!“ چاروں بیک وقت بولے۔ انہوں نے جلدی جلدی پیالیاں خالی کر دیں اور انہیں ایک طرف رکھ کر جوزف کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ان کے قدم لڑکھڑانے لگے۔

”یہ.... یہ.... کک.... کیا....؟“ ایک ہکھلایا اور دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ اس کے تین ساتھی شائد اسے اٹھانے ہی کے لئے جھکے تھے لیکن تینوں اسی پر ڈھیر ہو گئے۔ سلویا نے قہقہہ لگایا اور ریوالتور جوزف کی طرف اچھالتی ہوئی بولی۔ ”معاف کرنا جوزف بھائی.... تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی تھی۔!“

”سلویا.... سلویا.... یہ تم کیا کر رہی ہو....!“ گارڈو مضطربانہ انداز میں بولا۔

جوزف نے کہا تھا ”گارڈو.... یہ بچی تم سے زیادہ عقل مند معلوم ہوتی ہے۔ کیا اس نے غلط کیا تھا بڑے بھائی۔!“

”آخر تم کرنا کیا چاہتی ہو۔!“

”تم یہاں ان پر تشدد کرتے تو یہ چیخ چنگھاڑ کر ساری ہستی کو جگا دیتے۔ میں نے انہیں کافی میں بے ہوشی دے دی ہے۔ اب اطمینان سے انہیں اپنی دین میں ڈالو اور کسی دیرانے کی طرف نکل جاؤ۔!“

”سلویا تم گریٹ ہو....!“ جیمسن چپک کر بولا۔

”بے بی....! تم سچ کچھ ہم سب سے زیادہ عقل مند ہو....!“ جوزف نے کہا۔

”لیکن گارڈو کبھی اعتراف نہیں کرے گا کہ میں اس سے زیادہ عقل مند ہوں۔!“

”نہیں اس وقت تو کروں گا اعتراف....!“ گارڈو آگے بڑھ کر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

پھر اسی کے مشورے پر بے ہوش آدمیوں کے پیر باندھے گئے تھے۔

سلویا کی تجویز کا دوسرا مرحلہ کسی قدر دشوار ثابت ہوا۔ چھوٹی سی دین میں چھ افراد کا سفر تکلیف دہ تھا۔ جوزف لڑکیوں کی دیکھ بھال کے لئے گھر ہی پر رک گیا۔ جیمسن گارڈو کے ساتھ

روانہ ہوا تھا۔

صبح ہوتے ہوتے وہ ایک دیرانے میں پہنچے تھے۔ جہاں حد نظر تک اونچی نیچی نگلی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ حملہ آوروں کو ہوش آگیا تھا اور وہ انہیں گندی گندی گالیاں دے رہے تھے۔ گارڈوں نے وین روکی اور انہیں دھکا دے دے کر نیچے گرا دیا۔ ”اب یہاں چیخو حلق پھاڑ پھاڑ کر۔“ اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

لیکن وہ بیک خاموش ہو گئے تھے اور انکے چہروں سے خوف زدگی مترشح ہونے لگی تھی۔ ”تم نے دیکھا کہ گارڈوں کے گھر کے بچے بھی کتنے چالاک ہیں۔!“ جنسن نے انہیں مخاطب کیا۔ ”اب بتاؤ کہ تمہیں ہماری تلاش کیوں تھی....؟“

”تم دونوں....!“ ایک آدمی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”بکو جلدی سے میرے پاس وقت نہیں ہے۔!“ گارڈو دھاڑا۔

”تم خواہ مخواہ ان الجھنوں میں پڑے ہو گارڈو.... تم سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔!“ وہی آدمی بولا۔

”تم شاید پاگل ہو.... کس کے گھر پر چڑھ کر آئے تھے تم لوگ....!“

اس نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔ گارڈو انہیں گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ ”میرے ہاتھوں کی بناوٹ دیکھ رہے ہو۔ میں نے اب تک تیرہ خون کئے ہیں۔ اب سترہ ہو جائیں گے۔!“

”نہیں....!“ چاروں بیک وقت بولے تھے۔

”تو پھر بتاؤ کہ تمہیں کس نے بھیجا تھا۔!“

”کیمبرٹی باؤل کی مالک نے....!“

”اچھا وہ کتیا.... سائرو کی بیوہ نینا....!“

”ہاں وہی....!“

”وہ میرے دوستوں سے کیا چاہتی ہے۔!“

”ہمیں نہیں معلوم.... ہمیں تو صرف اتنے سے کام کا معقول معاوضہ ملنے والا تھا کہ ہم ان

دونوں کو کیمبرٹی باؤل تک پہنچا دیں۔!“

”یہ کیمبرٹی باؤل کیا ہے....؟“ جنسن نے گارڈوں سے پوچھا۔

”ایک بدنام شراب خانہ.... چھپچھورے قسم کے لفنگوں کا اڈہ۔!“

پھر وہ جنسن کو ان سے کچھ فاصلے پر لے جا کر بولا۔ ”اب کیا کہتے ہو....؟“

”میں نہیں جانتا کہ سائرو کی بیوہ نینا کون ہے اور ہم سے کیا چاہتی ہے....؟“

”اے بھی جہنم میں جھوٹو.... میں پوچھ رہا تھا کہ ان چاروں کا کیا کیا جائے۔!“

”چھوڑ دو.... انہوں نے بتا تو دیا کہ کس کے بھیجے ہوئے تھے۔!“

”تم سچ سچ شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔!“

”جنسن نے دانت نکال دیئے اور گارڈو اسے گھورتا ہوا بولا۔ ”لیکن میں ایک تجربہ کار

بد معاش ہوں۔ اگر یہ زندہ رہے تو میں دشواری میں پڑوں گا۔ تمہارہ گیا ہوں۔ عرصہ ہو ابد معاشی

ترک کر چکا ہوں۔ نینا سے اچھی طرح جانتی ہے ورنہ آج سے دس سال پہلے کے گارڈوں سے

نکرانے کی ہمت نہ کرتی۔!“

”لیکن اگر یہ اس طرح غائب ہو گئے تو کیا سوچے گی۔!“ جنسن نے پوچھا۔

”کچھ بھی سوچے.... لیکن یہ ہرگز نہیں سوچ سکتی کہ میں نے انہیں ختم کر دیا ہو گا۔ وہ تو

سرے سے مجھ تک پہنچے ہی نہیں.... کیا سمجھے....؟“

”سمجھ گیا.... لیکن مجھے اس جگہ سے ہٹ جانے دو.... میرا دل بہت کمزور ہے۔!“

گارڈو اس کے شانے پر ہاتھ مار کر ہنسا تھا۔

جنسن اس کی اجازت سے وین پر بیٹھا اور اسے نشیب میں اتارتا چلا گیا۔ راستے میں پہنچ کر

اس نے انجن بند کر دیا تھا۔ یہاں سے وہ لوگ اسے نظر نہیں آرہے تھے۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد گارڈو نشیب میں اترتا دکھائی دیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوبی ہوئی سی

معلوم ہوتی تھیں۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے جنسن کو خاموش رہنے اور ڈرائیو کرنے کا

اشارہ کیا تھا۔ جنسن نے چپ چاپ تعمیل کی۔ خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔ پھر ایک چھوٹی سی

جھیل کے قریب پہنچ کر گارڈو نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ وہ ابھی تک کسی ایسے ہی درندے کی

طرح ہانپ رہا تھا جس نے اپنے شکار کو دبوچ لینے کے لئے بہت لمبی دوڑ لگائی ہو۔

جنسن نے گاڑی روکی اور گارڈو اتر گیا۔ جھیل کے کنارے پہنچ کر اس نے کپڑے اتارے اور

پانی میں چھلانگ لگادی۔ دس پندرہ منٹ کے بعد وہ پانی سے باہر آیا تھا اور کپڑے پہن کر پھر گاڑی

میں آ بیٹھا تھا۔

”چلو....!“ وہ آہستہ سے بولا۔

گھر پہنچنے سے قبل اس نے کہا تھا۔ ”اب مجھ سے ان کا تذکرہ مت کرنا۔!“

”لیکن ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔!“

”وہ کیا....؟“

”ان کی گاڑی تمہارے گھر کے آس پاس ہی کہیں موجود ہوگی۔!“

”میں اس کے لئے سلویا سے کہہ آیا تھا۔ تلاشی کے دوران میں ایک کی جیب سے گاڑی کی

چابی برآمد ہوئی تھی۔ سلویا گاڑی کو ٹھکانے لگا چکی ہوگی۔!“

جیمسن پھر کچھ نہیں بولا۔ گارڈو نے کہا۔ ”لڑکیاں اگر ان کے بارے میں پوچھیں تو تم کہہ دینا کہ ان سے معلومات حاصل کر کے چھوڑ دیا گیا۔ لیکن نہیں یہ بھی مناسب نہ ہوگا۔ مجھے سوچنے دو۔!“

”میرا خیال ہے کہ لڑکیاں کچھ بھی نہیں پوچھیں گی.... آخر وہ گارڈو ہی کی بہنیں تو ہیں۔!“

زروس سی مسکراہٹ گارڈو کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی تھی۔

جیمسن نے یہ بات غلط نہیں کہی تھی۔ لڑکیوں نے کچھ بھی نہ پوچھا۔ البتہ سلویا اپنا کارنامہ بیان کرنے لگی تھی۔

”میں نے گاڑی لڑی بار کے سامنے پارک کر دی تھی اندھیرا ہی تھا۔ بار کھلا نہیں تھا۔ پھر جانتے ہو میں نے اسٹیئرنگ اور دروازے کا ہینڈل صاف کر دینے کے بعد کیا کیا....؟“

گارڈو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو منفی جنبش دی۔

”میں نے اس کی سیٹ پر چاک سے انسانی کھوپڑی بنائی اور اس کے اوپر خنجر بنادیا۔!“

”سلویا.... سلویا....!“ گارڈو پر جوش لہجے میں بولا۔ ”تم تو مجھ سے بھی بازی لے گئیں۔!“

”مجھے بھی سمجھاؤ اس مصوری کا مطلب....!“ جیمسن نے گارڈو سے کہا۔

”یہ ایک ایسے خطرناک گروہ کا نشان ہے جس کا ایک فرد بھی ابھی تک قانون کی گرفت میں

نہیں آسکا.... سلویا میں تمہاری ذہانت کی داد دیتا ہوں۔!“

”میں اچھی طرح جانتی تھی کہ اب وہ چاروں ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گے۔ میرا بھائی

کچا کام نہیں کرتا۔ لہذا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔!“

”اچھا اگر وہ چاروں اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں تو....؟“ جیمسن نے پوچھا۔

”ناممکن.... اس گروہ کے جیالے سڑکوں پر خون کی ندیاں بہاتے ہیں۔!“ چوروں کی طرح

گھروں میں نہیں گھتے پھرتے۔!“

”یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔!“ گارڈو بولا۔ پھر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہنے لگا۔

”مجھے نے نیلی کی خبر لینی چاہئے۔ اس کے علاوہ اور کون جانتا تھا کہ تم دونوں کہاں ہو۔!“

”یہ بات تو ہے....!“ جیمسن نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ جوزف اور پور شیا خاموش تھے۔

پھر گارڈو ناشتہ کئے بغیر ہی باہر چلا گیا تھا۔



دوسری رات کو خانگی جاسوس نے پھر ٹیپ ریکارڈر پر ڈائنامو میٹر کے کمرے میں ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی تھی اور اب اسے منبر کو سنانے کے لئے اس کے رہائشی کمرے میں لایا تھا۔ اس کے لئے اسے منبر کو سوتے سے جگانا پڑا تھا۔ خود منبر نے اسے ہدایت کی تھی کہ جب بھی کوئی گفتگو ریکارڈ کرے فوراً سنائے خواہ اسے سوتے ہی سے کیوں نہ جگانا پڑے۔

خانگی جاسوس نے ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آن کر دیا۔ ہلکی سی کھرکراہٹ کے بعد مردانہ آواز آئی۔ ”کیا خبر ہے....؟“

”میرے وہ چاروں آدمی غائب ہو گئے جو انہیں تلاش کرنے نکلے تھے۔!“ عورت کی آواز آئی۔

”کہاں تلاش کرنے گئے تھے۔!“

”فے نیلی سے اگلوایا گیا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ اس نے انہیں جینی گارڈو کے پاس بھجوا دیا تھا۔!“

”اوہ.... جینی گارڈو.... لیکن وہ تو شائد اب شریفانہ زندگی بسر کر رہا ہے۔!“

”ہاں یہ درست ہے.... لیکن فے نیلی نے انہیں وہیں بھجوا دیا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ

پرنس ہر بنڈا فرانسسیسی ناظم الامور کے حوالے کر دیا جائے۔!“

”تو تمہارے آدمی کہاں غائب ہو گئے....؟“

”دراصل اب معاملہ دوسرا ہو گیا ہے.... ہو سکتا ہے کہ وہ چاروں گارڈو تک پہنچے ہی نہ

ہوں۔ ان کی خالی گاڑی لڑی بار کے سامنے کھڑی ہوئی ملی تھی۔ اور اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھریوں

کا نشان بنا ہوا تھا۔“

”بھڑیوں کا نشان....!“ مورلی کی آواز آئی۔

”یہی تو تشویش کا باعث ہے اگر وہ بھڑیوں کے ہاتھ لگے ہیں تو کبھی کے مر چکے ہوں گے۔“

”سنو....! اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے.... انہوں نے شاید بھڑیوں کا

تعاون حاصل کر لیا ہے۔“

”اور اب اسی لئے میں الگ ہو رہی ہوں۔!“ عورت کی آواز آئی۔

”یہ کیسی بیوقوفی کی بات کر رہی ہو۔!“

”نہیں سی نیور....! میں ایسے جھیلوں میں نہیں پڑتی.... ہو سکتا ہے گارڈ ہی پوشیدہ طور

پر ان کا سر براہ ہو اور بظاہر شریفانہ زندگی بسر کر رہا ہو۔ ان میں ایک بھی تو آج تک پولیس کے

ہاتھ نہیں لگا۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ سب بظاہر شریفانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔“

”شائد یہ گروہ میرے ہی ہاتھوں ٹوٹے.... اچھا اب دفع ہو جاؤ.... میں کوئی دوسری تدبیر

کروں گا۔“

”تو اب میں الگ ہو رہی ہوں۔!“

”بالکل.... صبح تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا۔ لیکن میرے بارے میں اگر تمہاری زبان سے

ایک لفظ بھی کسی کے سامنے نکلا تو نتیجے کی تم خود ذمہ دار ہو گی۔“

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سی نیور.... میں احمق نہیں ہوں.... میں جانتی ہوں کہ تم

بھڑیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہو۔“

”بس جاؤ۔!“

”میں ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں سی نیور....!“ عورت کی آواز آئی۔

خانگی جاسوس اور فیجر ٹیپ سننے میں اس طرح محو ہو گئے تھے کہ انہیں کمرے میں کسی کے

داخلے کا علم ہی نہ ہو سکا.... وہ سر جھکائے بیٹھے تھے اور مورلی ان کے قریب ہی کھڑا نہیں

گھورے جارہا تھا۔ سب سے پہلے فیجر کی نظر اس پر پڑی اور وہ گھٹی گھٹی سی آواز کے ساتھ اچھل

کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ خانگی جاسوس کی تو کھٹکی بندھ گئی تھی۔

مورلی نے ٹھوکر مار کر وہ میزالت دی جس پر ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا تھا۔

”حرام زادو....!“ دفعتاً مورلی دھاڑا۔ ”تم سمجھتے ہو کہ دوسرے غافل رہتے ہیں۔ میں

ابھی تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ لوگوں کے کمروں میں الکٹروک بگ رکھ کر ان کی گفتگو

ریکارڈ کرنے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے۔ بولو جلدی ورنہ گھونے مار مار کر ہلاک کر دوں گا۔“

وہ دونوں خاموش کھڑے تھے اور انکے سینے لوہار کی دھونکی کی طرح پھول چپک رہے تھے۔

”بولو....!“ وہ فیجر کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا غرایا۔

”س.... سی نیور....! میں کچھ نہیں جانتا.... اسی نے....!“ وہ خانگی جاسوس کی طرف

ہاتھ اٹھا کر رہ گیا۔

”یہ کون ہے....؟“

”ہاؤ ڈیٹیلو....!“

”اچھا.... اچھا.... تو یہ تمہیں ڈبل کر اس کر رہا ہے۔!“ وہ خانگی جاسوس کو گھورتا ہوا بولا۔

”یہ میری ذمہ داری ہے سی نیور....!“ خانگی جاسوس گھٹکھٹکیا۔

”کواس ہے....! بول کس نے تجھے اس پر آمادہ کیا تھا۔“ مورلی نے اس کا گریبان پکڑ کر

جھٹکا دیا۔

”کک.... کسی نے بھی نہیں سی نیور....!“

الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور وہ پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

”یہ زیادتی ہے.... زیادتی ہے۔!“ فیجر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”خاموش رہو....!“

”اب میں ضرور پولیس کو فون کر دوں گا۔!“ فیجر فون کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

”ضرور.... ضرور....!“ مورلی نے پرسکون لہجے میں کہا۔ ”براہ راست پولیس چیف کے

نمبر ڈائل کرو.... اور اس سے کہو کہ ڈانو مورلی ہمیں ہماری حماقتوں کی سزا دے رہا ہے۔ پھر

اس کے جواب سے مجھے بھی مطلع کر دینا۔!“

فیجر جہاں تھا وہیں رک گیا اور اس کی طرف مڑ کر احمقانہ انداز میں جلدی جلدی پلکیں

جھپکانے لگا۔

”کیا تم لوگ مجھے کوئی بد معاش سمجھتے ہو۔!“

اس کا شوہر شہر کے بدنام لوگوں میں سے تھا۔ اس کے کئی قمار خانے مختلف علاقوں میں قائم تھے۔ کئی سال پہلے ایک بڑے جھگڑے کے دوران میں اس کے گولی لگی تھی اور وہ ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نینا نے کاروبار سنبھالا۔ یہ تیس اور پچیس کے درمیان رہی ہوگی۔ تندرست اور خاصی دلکش عورت تھی۔ کاروبار کو اس نے ایک بڑے شراب خانے کی شکل میں محدود کر لیا تھا۔ قمار خانے بند کر دیئے تھے۔ البتہ ایجنٹوں کے توسط سے منشیات کی غیر قانونی تجارت اب بھی جاری تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دوسروں کے غیر قانونی کام بھی کراتی تھی اور اس کے لئے ضرورت مندوں سے خاصی رقم وصول کرتی تھی۔ ڈانو مورلی کو وہ اونچے طبقے کے ایک ایسے بد معاش کی حیثیت سے جانتی تھی جو پس پردہ رہ کر بڑے بڑے جرائم کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں وہ اس سے پہلے بھی اس کے لئے کئی جرائم کراچکی تھی اور معاوضے کی بڑی بڑی رقومات نے اس کے بینک بیلنس میں وقیع اضافہ کیا تھا۔

لیکن اس وقت وہ ڈانو مورلی سے خوف محسوس کر رہی تھی۔ کھیل بگڑ جانے کی خبر سن کر مورلی کی آواز میں اسے کوئی خاص بات محسوس ہوئی تھی۔ لیکن وہ اسے کوئی نام نہ دے سکی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ شاید مورلی کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔ ممکن ہے وہ سمجھ رہا ہو کہ نینا نے اسے ڈبل کرا اس کیا ہو۔ دوسری پارٹی سے بھی کچھ رقم وصول کر کے بات بنادی ہو۔ پہلے تو اسے صرف ”بھڑپوں“ کا خوف تھا۔ لیکن اس وقت مورلی کی طرف سے بھی خدشات میں مبتلا ہو گئی تھی۔

اس نے کئی بار سوچا تھا کہ اب اسے صرف قانونی طور پر شراب خانہ ہی چلانے تک محدود ہو جانا چاہئے۔ لیکن اس کے شوہر کے زمانے کے کارندے اسے غیر قانونی برنس سے دستکش نہیں ہونے دیتے تھے۔

سنسان سڑک پر اس کی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی کیمبرٹی باؤل کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ رات کا پچھلا پہر تھا اور سڑکوں پر اتنا کم ٹریفک تھا کہ انہیں سنسان ہی کہا جاسکتا تھا۔ دفعتاً ایک موٹر پر ایک گاڑی اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔ اگر اس نے فوری طور پر پورے بریک نہ لگائے ہوتے تو ٹکر ہو جانے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی۔ گاڑی کچھ ایسے ہی طریقے سے روکی گئی تھی کہ راستہ رک گیا تھا۔ اچانک اسی گاڑی سے دو آدمی کودے اور نینا کے سر پر مسلط ہو گئے۔ ایک

”نن... نہیں... لیکن...!“

”چلو بات کرو کرٹل فرنانڈو سے...!“ اس نے فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

”نیجر جہاں کھڑا تھا... وہیں کھڑا رہا۔“

”اور تم نے...! کس بناء پر میرے کمرے میں الکنز ونگ بگ رکھا تھا...؟“ وہ خانگی جاسوس کی طرف مڑ کر بولا۔ ”مجھ سے کوئی سی غیر قانونی حرکت سرزد ہوئی تھی۔!“

”س... سب آپ سے خائف تھے سی نیور!“ خانگی جاسوس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ ”تم لوگوں کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا... میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے... لاؤ... نکالو اپنا لائسنس...!“

”کک... کیا... مطلب...!“

”میں اسے منسوخ کرا دوں گا... اور تم بھیک مانگتے پھرو گے۔!“

”ہم نہیں جانتے آپ کون ہیں۔!“ نیجر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”پوچھو... کرٹل فرنانڈو سے...!“ وہ پھر فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر دھاڑا۔

”ہم پوچھ لیں گے... اب ہمیں معاف کر دیجئے۔!“

”اسپول نکالو ٹیپ ریکارڈر سے اور میرے حوالے کر دو۔!“

”ب... بہت اچھا سی نیور...!“ خانگی جاسوس جلدی سے بولا اور فرش پر بیٹھ کر اسپول

نکالنے لگا۔

”میرے سلسلے میں اپنی زبانیں بھی بند رکھنا...!“ مورلی غرایا۔

”بہت بہتر... بہت بہتر... ہمیں علم نہیں تھا کہ آپ اتنے معزز آدمی ہیں۔ ایک بار پھر

معافی چاہتے ہیں سی نیور...!“

”معاف کیا...!“ مورلی نے خانگی جاسوس کے ہاتھ سے اسپول لیا اور باہر نکل گیا۔

وہ دونوں کھڑے احقانہ انداز میں ایک دوسرے کی شکل دیکھے جارہے تھے۔



سائرو کی بیوہ نینا اپنی چھوٹی فیٹ فرانسیا کی کمپاؤنڈ سے سڑک پر نکال لائی۔ وہ کسی قدر خوف... بھی تھی۔ جلد از جلد اپنے ٹھکانے پر پہنچ جانے کی کوشش کرنے لگی۔

کے ہاتھ میں ریو اور تھا۔

”انجن بند کرو اور ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔“ ریو اور والے نے کہا۔

”اچھا....!“ نینا سر دلچے میں بولی۔ حالانکہ دل ڈوبنے لگا تھا۔ لیکن وہ اپنے رویے سے خوف ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی تھی.... وہ چپ چاپ اپنی گاڑی سے اتر کر سامنے والی گاڑی کی طرف بڑھی پچھلی سیٹ کا دروازہ اس کے لئے کھولا گیا تھا اور وہ اندر بیٹھ گئی۔ ایک آدمی پہلے ہی سے پچھلی سیٹ پر موجود تھا۔

گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نینا خاموش بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ”میری گاڑی وہیں کھڑی رہے گی....؟“

”نہیں....! وہ بھی پیچھے پیچھے آ رہی ہے۔!“ جواب ملا۔

”تم جانتے ہو....! میں کون ہوں....!“ نینا نے سر دلچے میں پوچھا۔

”ہمیں ایسے لوگوں سے سروکار نہیں جن سے جان پہچان نہ ہو۔!“ جواب ملا۔

”تم جانتے ہو....! لیکن میں تمہیں نہیں جانتی۔!“

”تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔!“

”کہاں جانا ہو گا....؟“

”ابھی خود ہی دیکھ لو گی۔!“

”پچھلے ایک سال سے میرا کسی سے بھی جھگڑا نہیں ہوا۔“ نینا نے کہا۔

”ہم صلح صفائی کرانے والے نہیں ہیں۔!“ اس نے قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔ ”تم

کیا سمجھ رہی ہو۔!“

”کچھ بھی نہیں۔!“ نینا نے لاپرواہی سے کہا۔

پھر بقیہ راستہ خاموشی سے طے ہوا تھا اور گاڑی ایک جگہ ٹھہر گئی تھی۔

”چلو اترو....!“ قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

نینا نے مڑ کر دیکھا۔ دور کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹ نظر آرہی تھی۔ یہ شاید اسی کی گاڑی تھی۔

وہ نیچے اتر گئی اور تینوں آدمی اسے زرخے میں لئے ہوئے ایک جانب بڑھنے لگے۔ ایک کے

ہاتھ میں نارچ تھی جس سے وہ راستہ دکھاتا جا رہا تھا۔ چاروں طرف اندھیرے اور سنائے کی

حکمرانی تھی۔ کوئی دیرانہ تھا، ناہموار راستوں سے گذرتے ہوئے وہ ایک چوٹی عمارت میں داخل ہوئے تھے۔ ایک بڑے کمرے میں کیروسین لیپ روشن تھا۔

”بیٹھ جاؤ....!“ قریب کے آدمی نے نینا کو ایک اسٹول کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

وہ چپ چاپ اسٹول پر بیٹھ کر انہیں گھورنے لگی۔ دفعتاً ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے بیک چھین لیا اور اس کا زپ کھول کر دیکھنے لگا۔

”اوہ....! پسٹول....! غالباً اس میں میگنیزین بھی موجود ہو گا۔!“ اس نے مسخکھ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

”میں کوئی خاتون خانہ نہیں ہوں کہ تمہیں میرے بیک میں میک اپ کا سامان ملے گا۔!“ نینا تلخ لہجے میں بولی نہ جانے کیوں اب اس کا خوف دور ہو چکا تھا۔ ”یہ لوگ بھیڑیوں میں سے تو نہیں معلوم ہوتے۔!“ وہ سوچ رہی تھی۔

”جینی گارڈ کہاں ہے....؟“ دفعتاً ایک آدمی نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

”میں کیا جانوں....!“

”یہ بکواس ہے.... تم نے ڈانومورلی کو ڈبل کر اس کیا ہے۔!“

”یہ بکواس ہے.... خود میرے چار آدمی اسی چکر میں ضائع ہو گئے۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ گارڈ کا تعلق بھیڑیوں سے ہو گا۔ ورنہ میں اس کام میں ہاتھ ہی نہ ڈالتی۔!“

”بھیڑیوں کا نشان کوئی بھی بنا سکتا ہے۔!“

”میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔!“

”اگر تم نے اپنی زبان نہ کھولی تو ہم تشدد کی انتہا کر دیں گے۔!“

”تو تم مورلی کے آدمی ہو۔!“

”پھر تم کیا سمجھتی ہو....؟“

”میں اسے چوہا سمجھتی ہوں اگر اس نے میرے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیا ہے۔!“

دوسرے ہی لمحے میں اس کے گال پر تھپڑ پڑا تھا اور وہ اسٹول سے نیچے گر گئی تھی۔ دفعتاً

دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ ”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ورنہ قید کر کے رکھ دوں گا۔!“

وہ بوکھلا کر مڑے.... دھندلی روشنی میں وہ اس کا چہرہ صاف طور پر نہ دیکھ سکے۔ لیکن نامی

”الجزائری عبدالمنان اللہ کی پناہ چاہتا ہے۔!“ اجنبی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”گاڑیاں کہاں ہیں.....؟ مجھے راستے کا اندازہ نہیں ہے۔!“

”میرے پیچھے چلی آؤ.....!“ نوار نے کہا۔

وہ گاڑیوں تک پہنچے تھے لیکن نینا کو تیسری گاڑی کہیں نہ دکھائی دی۔

”تنت..... تمہاری..... گاڑی کہاں ہے.....؟“ نینا نے پوچھا۔

”میں تو شروع ہی سے تمہاری گاڑی میں رہا ہوں۔ جب تم کیمبرٹی باؤل سے فرانسیا کے لئے

روانہ ہوئی تھیں۔!“

”ناممکن..... میری گاڑی اتنی بڑی بھی نہیں ہے کہ مجھے پچھلی سیٹ کی خبر نہ ہو۔!“

”پچھلی سیٹ اس میں ہے کہاں..... پچھلی سیٹ کی جگہ تو میں خود رکھا ہوا تھا یہ دیکھو.....!“

اس نے گاڑی کے پچھلے حصے میں روشنی ڈالی..... نینا کے حلق سے حیرت زدہ سی آواز نکلی تھی۔

”کیا میں اتنی ہی غافل رہی ہوں۔!“ اس نے بالا کر کہا۔

”ہینٹو گاڑی میں ورنہ ہو سکتا ہے کہیں سے کوئی اور ٹپک پڑے۔!“ نوار بولا۔

”تم ہی ڈرائیو کرو گے..... مجھ میں تو اب سکت نہیں ہے۔!“

”بالکل..... بالکل.....!“

کنٹی اکینشن میں موجود تھی۔ اجنبی نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی حرکت میں آگئی۔

”میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!“ نینا کچھ دیر بعد بولی۔

”سارو نے کبھی تم سے الجزائری عبدالمنان کا ذکر ضرور کیا ہو گا۔!“

”مجھے تو یاد نہیں پڑتا۔!“

”میری بد قسمتی ہے کہ اس نے مجھ ایسے دوست کا ذکر اپنی بیوی سے نہیں کیا۔!“

”لیکن تم میری گاڑی میں کیوں تھے.....؟“

”مجھے معلوم تھا کہ تم خطرے میں ہو۔!“

”کہیں تم وہ ایرانی تو نہیں ہو جس کا قیام جینی گارڈو کے یہاں تھا۔!“

”نہ میں کسی ایرانی کو جانتا ہوں اور نہ جینی گارڈو کو۔!“

”سوال تو یہ ہے کہ تمہیں علم کیوں کر ہوا اس خطرے کا.....؟“

گن تو انہیں صاف نظر آ رہی تھی۔ غیر ارادی طور پر ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔

”تمہارا چوتھا ساتھی تو ایک ٹھوکر بھی برداشت نہ کر سکا۔ باہر بے ہوش پڑا ہے.....!“

نوار نے کہا۔

نینا سنبھل چکی تھی۔ نوار کے بارے میں اس نے اندازہ لگایا کہ اطالوی بولنے کے باوجود

بھی اطالوی نہیں ہو سکتا۔ لہجہ عربوں کا سا تھا۔

”تنت..... تم کون ہو.....؟“ ایک آدمی ہک لایا۔

”سارو کا ایک دوست.....! جو اس کی بیوی کی توہین نہیں برداشت کر سکتا۔! نینا تم ادھر

آ جاؤ..... میرے قریب..... اور تم تینوں مڑو اور دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔!“

انہوں نے خاموشی سے تعمیل کی تھی۔ نینا نوار کے قریب کھڑی اسے حیرت سے دیکھے

جاری تھی۔ نہ آواز شناسا معلوم ہوتی تھی اور نہ شکل ہی سے پہچانا جاسکتا تھا۔

”تم ان کے ساتھ جو برتاؤ مناسب سمجھو کرو۔!“ نوار نے نینا سے کہا۔

”میں ان کی موت چاہتی ہوں۔!“ نینا دانت پیس کر بولی۔

”ایک بار پھر سوچ لو.....!“

”اگر یہ زندہ رہے تو مورلی فرار ہو جائے گا اور میں اس سے انتقام نہ لے سکوں گی۔!“ نینا

نے کہا اور جھپٹ کر اپنا بیگ اٹھالیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس سے پستول نکل آیا تھا۔

”نہیں..... نہیں.....!“ تینوں گڑ گڑانے لگے۔

”ہماری طرف مڑ جاؤ.....!“ نینا غرائی..... اور وہ بدستور ہاتھ اٹھائے ہوئے ان کی طرف

مڑ گئے..... پے در پے تین فائر ہوئے اور تین لاشیں یکے بعد دیگرے فرش پر گر گئیں۔

”ب..... بہت..... پھر تیلی ہو.....!“ اجنبی ہک لایا۔ ”تینوں کے دل چھید دیئے۔!“

”چوتھا کہاں ہے..... جو میری گاڑی لایا تھا۔!“

”باہر ہے..... اب کیا بے ہوش کو بھی نہیں بخشو گی۔!“

”ہرگز نہیں.....!“

”تمہاری مرضی.....!“

سچ مچ نینا نے بے ہوش آدمی کی کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کر دیا تھا۔

”تم میرے چہیتے شوہر کے دوست ہو..... بدلہ کیا..... اور پھر مجھے اس وقت سہارے کی ضرورت ہے..... میرے سب آدمی ناکارہ ہیں۔!“

”اگر یہ بات ہے تو میں تیار ہوں۔!“

نینا ابھی تک واضح طور پر اس کی شکل نہیں دیکھ سکی تھی۔

شہر پہنچے پہنچتے تاریکی ملگئی ہو چکی تھی اور ہوا بڑی خوش گوار تھی۔

شراب خانے کے چوکیدار نے پھانک کھولا اور گاڑی عمارت میں داخل ہو گئی۔

شراب خانے کے عقب میں رہائشی کمرے تھے نینا اجنبی کو اپنے ساتھ اندر لیتی چلی گئی۔ پھر

وہ اسے غور سے دیکھنے لگی تھی۔ اگرچہ پر حماقت نہ برس رہی ہوتی تو بے حد اسماٹ لگتا۔ چہرہ

دلکش تھا۔!

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح تمہارے اس احسان کا بدلہ چکاؤں!“ وہ کچھ دیر بعد بولی۔

”مجھے بار بار شرمندہ مت کرو..... اچھا اب اجازت دو.....!“

”یہ ناممکن ہے..... صبح ہو چکی ہے..... شاید تم بھی میری طرح رات بھر جاگے ہو.....“

ناشتہ کرو اور سو جاؤ..... ہاں شراب کون سی پیتے ہو۔!“

”دعا کا کوئی عبد المنان شراب نہیں پیتا.....!“ اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

”میں نہیں سمجھی۔!“

”عبد المنان شراب نہیں پیتا.....!“

”بڑی عجیب بات ہے.....!“

”سارو بھی نہیں پیتا تھا.....!“

”نہیں تھک کر بیٹھتا تھا تو پینے لگتا تھا۔!“

”بہر حال میں نہیں پیتا اور ابھی تھک کر بھی نہیں بیٹھا ہوں۔!“

”کیا کرتے ہو.....؟“

”مشرق وسطیٰ سے حشیش لاتا ہوں.....!“

”خطرناک کام ہے.....!“

ناشتے کی میز پر اس نے عبد المنان کو اپنی کہانی سنائی تھی اور وہ سر ہلا کر بولا تھا ہو سکتا ہے وہ

”تمہارے ستارے بہت اچھے جا رہے ہیں نینا..... یہ محض اتفاق ہے کہ میں نے کسی جگہ از چاروں کی گفتگو سن لی تھی۔ کسی نے انہیں تمہاری نگرانی پر مامور کیا تھا۔ بس پھر میں نے از چاروں کی نگرانی شروع کر دی تھی۔!“

”تم پہلے کبھی مجھ سے کیوں نہیں ملے۔!“

”میں جینووا میں رہتا ہوں..... پچھلے ہفتے ایک کام سے آیا تھا۔!“

”بہر حال اس امداد کا بہت بہت شکریہ..... تم اپنی نامی گن ڈگی میں رکھ دو.....! شہر میں

کسی کی نظر پڑ گئی تو زحمت میں پڑو گے۔!“

اس پر اجنبی نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

”کیوں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے.....!“

”ارے بھی لکڑی کی ہے.....!“ اجنبی احمقانہ انداز میں بولا۔

”کیا مطلب.....؟“

”کھلوتا ہے..... لکڑی کی نامی گن..... میں نے اپنے بھتیجے کے لئے خریدی ہے۔! بالکل اصلی

معلوم ہوتی ہے۔!“

نینا نے بائیں ہاتھ سے اس کی گود میں رکھی ہوئی نامی گن اٹھائی اور خود بھی ہنس پڑی۔

”بہت چالاک معلوم ہوتے ہو۔!“

”دھماکے والے کھیل نہیں کھیلتا..... صرف چاقو میرا ساتھی ہے۔!“

”بڑے عجیب معلوم ہوتے ہو..... تم نے مجھ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ قصہ کیا تھا۔!“

”بھئی..... دوسروں کے نجی معاملات کی کھوج مجھے نہیں رہتی..... اگر اتفاقاً تمہارا نام ان کی

زبان سے نہ سنا ہوتا تو اس وقت چین سے پڑا سو رہا ہوتا۔ بہر حال تم خود مناسب سمجھو گی تو قصہ

سنا دو گی۔!“

”اطمینان سے سناؤں گی..... تم کہاں ٹھہرے ہو.....!“

”ایک گھنٹے سے ہوٹل میں..... زیادہ مال دار نہیں ہوں۔!“

”اب تم میرے مہمان ہو۔!“

”نہیں نینا..... میں بدلہ نہیں چاہتا۔!“ اجنبی نے دردناک آواز میں کہا۔

کالا آدمی کوئی شہزادہ ہو..... بہتیرے افریقی شہزادے گمنامی میں عیاشی کرنے یورپ آتے ہیں۔!“

”جنم میں جائے..... میں تو اب موریلی سے پنپنا چاہتی ہوں۔!“

”وہ آخر فرانسیا میں کیوں چھپا بیٹھا ہے۔!“

”فرانسیا میں کوئی غیر یورپین داخل نہیں ہو سکتا..... اس لئے ہو سکتا ہے وہ کالا آدمی اتنا ہی خطرناک ہو کہ اسے فرانسیا کا رخ کرنا پڑا ہو۔!“

”ہاں..... یہ ہو سکتا ہے..... لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔!“

”وہ کیا.....؟“

”جب موریلی کے اپنے آدمی موجود تھے تو پھر اس نے تمہاری خدمات کیوں حاصل کیں۔!“

”اس لئے کہ معاملہ ایک عورت نے نیلی کا تھا اس سے میں نے تہانپٹ لیا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ اجنبی گارڈ اب ان دونوں کا میزبان بن گیا ہے۔ تو مجھے کچھ سخت قسم کے لوگوں کا انتظام کرنا پڑا تھا اور اب یہ سوچ رہی ہوں کہ گارڈ بہت سخت ہے..... وہ چاروں واپس نہیں آئے..... اب سوچتی ہوں۔ کہیں گارڈ وہی بھیڑیوں کا سر براہ نہ ہو۔!“

”ہو سکتا ہے.....!“ عبد المنان سر ہلا کر بولا۔ ”تاہم ہو جانے والے بعض اوقات کسی خاص مقصد کے تحت اپنی توبہ کی پیمٹی کراتے ہیں۔!“

”اگر یہ بات ہے تو میں خطرے میں ہوں..... موریلی کو تو ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں۔!“

”اگر تم بھیڑیوں کی وجہ سے پریشان ہو تو مجھے اس پر غور کرنا پڑے گا کہ تمہاری پیش کش قبول کر لوں۔!“

”میں نہیں سمجھی۔!“

”یہیں تمہارے پاس آ جاؤں.....!“

”مجھے بے حد مسرت ہوگی..... لیکن لکڑی کی نامی گن یا چاقو سے کام نہیں چلے گا۔!“

”ابھی تک تو میرا کام یونہی چلتا رہا ہے۔!“



جینی گارڈو کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں اور وہ مسلسل ٹپلے

جا رہا تھا۔

”بھائی گارڈو تم بتاتے کیوں نہیں کیا قصہ ہے۔!“ جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”مگر جان کی بازی لگانی ہو تو مجھے مت بھولنا..... میں تمہارے لئے شیر کے منہ میں بھی ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔!“

”مکاش وہ کوئی مرد ہوتا۔!“ گارڈو ٹپلتے ٹپلتے رک کر بولا۔

”کس کی بات کر رہے ہو.....؟“

”اسی کیتا نیلی کی..... نے نیلی کو اس نے بُری طرح زخمی کر دیا ہے۔!“

”میری وجہ سے اس نیک دل عورت نے بڑی تکلیف اٹھائی ہے۔ آخر میں اس کے لئے کیا کروں۔!“

”کیا تم سچ پر نس ہو.....؟“

”نہیں بھائی گارڈو..... میں پر نس نہیں ہوں۔!“

”تمہارا ساتھی کہاں گیا.....؟“

”ظاہر ہے کہ وہ قالینوں کے بزنس کے لئے یہاں آیا تھا۔!“

”تم کیا کرتے ہو.....!“

”ہم دونوں ایک ہی فرم میں ملازم ہیں۔!“

”سلویا خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ دفعتاً بول پڑی۔“ اس نشان کا کیا رد عمل رہا جو میں نے ان کی گاڑی میں بنایا تھا۔!“

”تم نے دوسری دشواری میں ڈال دیا ہے سلویا۔!“

”دشواری میں ڈال دیا ہے۔!“

”ہاں..... یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ میں بھی اب انی خون خوار گروہ سے تعلق رکھتا ہوں۔!“

”خدا.....!“ وہ اچھل پڑی۔ ”اس کا تو دھیان ہی نہیں آیا تھا مجھے۔!“

”لیکن میرا خیال ہے کہ شاید یہ بات نینا سے آگے نہ بڑھے وہ کسی سے بھی اعتراف نہیں کرے گی بلکہ اس کے آدمی مجھ پر چڑھائی کرنے گئے تھے میں نے اس پیشے سے علیحدگی ضرور اختیار کر لی ہے لیکن میرے دوست اب بھی اسی میدان کے کھلاڑی ہیں۔!“

”میں سوچ رہا ہوں کہ اس سے نے نیلی کا انتقام کیسے لیا جائے۔!“ جوزف بولا۔

”باس نے کہا ہے تو ٹھیک ہی ہو گا۔!“

”لیکن میں اسے یہ مشورہ کیسے دوں.... وہ مجھ سے پوچھے گا کہ میں اس نتیجے پر کیوں کر پہنچا۔!“

”ہاں....! یہ بات تو ہے....! ہم تو یہاں کی سڑکوں اور گلیوں تک سے واقف نہیں ہیں۔!“

”اگر گارڈز پر کوئی بڑی مصیبت آئی تو ہم بھی اس سے متاثر ہوں گے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ مصیبت بھی اس پر ہماری ہی وجہ سے آئے گی۔!“

”واقعی اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے لہذا تھیلے سے نکالو میری بوتلیں....!“

”بوتلوں میں گھس کر غور کرو گے۔!“ جیمسن چھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

”میری عقل بوتل میں رہتی ہے۔!“

جیمسن نے تھیلے سے تین بوتلیں نکال کر میز پر رکھ دیں۔

”اب میں تمہیں کوئی اچھی سی تدبیر بتانے کی کوشش کروں گا۔!“

”تم تدبیر بتانے کی کوشش کرو گے....!“ جیمسن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”ہاں.... ہاں.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔!“

جوزف نے دو بوتلیں احتیاط سے اپنے تھیلے میں رکھ دی تھیں اور تیسری بوتل لے کر پھر نشست کے کمرے میں آگیا تھا۔

”اؤ.... کچھ دیر شغل رہے....!“ اس نے گارڈز سے کہا۔

اور پھر اسی شغل کے دوران میں جوزف نے ”بھیڑیوں“ کا ذکر چھیڑ دیا۔

”تم کہتے ہو کہ انہیں کوئی نہیں جانتا۔!“

”ہاں....! وہ ابھی تک پہچانے نہیں جاسکے.... ان کا ایک آدمی بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔!“

گارڈز نے طویل سانس لے کر کہا۔

”تب تو پھر تمہارے لئے بہت بڑا خطرہ موجود ہے۔ انہیں ضرور علم ہو جائے گا کہ کسی نے ان کا نشان استعمال کیا ہے۔!“

”میں بھی تو یہی سوچتا رہا ہوں۔!“

”یہ اچھی بات ہے کہ نینا تمہیں اس گروہ سے متعلق سمجھ کر تم سے مرعوب ہو سکتی ہے لیکن اگر ان لوگوں نے تمہیں گھیر لیا تو کیا کرو گے۔!“

”تم ایک عورت پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔!“ سلویا نے گارڈز سے کہا۔ ”لیکن میں تو اس سے بچ سکتی ہوں۔!“

”نہیں.... اس کی ضرورت نہیں.... میں خود دیکھ لوں گا۔!“

اسی گفتگو کے دوران میں جیمسن آگیا۔ جوزف کی زبانی نے نیلی کا حال سن کر اس نے بھی یہی کہا تھا کہ اس سلسلے میں ضرور کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ پھر وہ گارڈز سے کیمبرٹی باؤل کا پتا پوچھنے لگا تھا۔

”کیوں.... تم کیا کرو گے....؟“ جینی گارڈز نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”سب سے پہلے تو میں یہ دیکھوں گا کہ نینا کی عمر کیا ہے۔!“

”بے وقوفی کی باتیں مت کرو.... اور فی الحال گھر ہی تک محدود رہنے کی کوشش کرو۔!“

”مجھے وہ لوگ نہ پہچان سکیں گے البتہ جوزف بھی ساتھ ہو تو شاید دونوں ہی مارے جائیں۔!“

”ڈاڑھی کے بغیر بھی مارا جاؤں گا۔!“ جوزف نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

بات وہیں ختم ہو گئی تھی اور دونوں اپنے رہائشی کمرے میں آئے تھے۔

”کیا خبر لائے ہو....؟“ جوزف نے آہستہ سے پوچھا۔

”تمہارے باس کو کیمبرٹی باؤل میں دیکھ کر آ رہا ہوں۔!“

”پہنچ گئے وہاں تک۔!“ جوزف خوش ہو کر بولا۔

”وہ تو شاید نینا کے معدے تک پہنچ گئے ہیں۔!“

”کیا مطلب....؟“

”دونوں اس طرح ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے جیسے برسوں کی جان پہچان ہو۔!“

”باس سے تو پھر بھی بولنے لگتے ہیں۔!“

”بس بس....! زیادہ بکواس مت کرو.... ہم یہاں جھک مار رہے ہیں۔!“

”تم سے بات ہوئی تھی....؟“

”ہوئی تھی....! لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ہدایت پر عمل درآمد کیسے ہو۔!“

”کیسی ہدایت؟ مجھے بھی بتاؤ۔!“

”انہوں نے کہا ہے کہ جینی گارڈز کو یہ مکان خالی کر کے کہیں اور چلے جانا چاہئے وہ خطرے میں ہے۔!“

ان میں سے کوئی بھی الجزائری عبدالمنان کے بارے میں کچھ نہ بتا سکا۔ انہوں نے پہلے کبھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

کہیں یہ کوئی سرکاری آدمی نہ ہو..... نینا نے سوچا.... لیکن پھر خیال آیا کہ اگر یہ کوئی سرکاری آدمی ہوتا تو کم از کم ان چاروں کو قتل نہ کرنے دیتا۔ تو پھر اس کا بھید کیسے کھلے۔ عبدالمنان قریب ہی بیٹھا چو نگم سے شغل کر رہا تھا اور وہ بھی کسی گہری سوچ میں مغموم ہوتا تھا۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”آ جاؤ.....“ نینا نے اونچی آواز میں کہا۔

اسی کا ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا اور ایک طرف مودبانہ کھڑا ہو گیا۔

”کیا خبر ہے.....؟“ نینا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”وہاں تو اب کوئی بھی نہیں ہے سی نور.....!“ اس نے کہا۔ ”وہ لوگ شاید مکان ہی خالی

کر گئے ہیں۔!“

”تم نے پڑوسیوں سے کیا معلومات حاصل کی ہیں۔!“

”سب نے لائسنسی ظاہر کی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔!“

”جاؤ معلوم کرو..... ضروری نہیں کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو۔!“

”بہت اچھا سی نیور.....!“

وہ چلا گیا اور نینا نے عبدالمنان سے کہا۔ ”جینی گارڈ اپنے لوگوں سمیت غائب ہو گیا۔!“

”اوہو..... تب تو تمہارا یہ خیال درست بھی ہو سکتا ہے۔!“

”کون سا خیال.....!“

”یہی کہ جینی گارڈ کا تعلق بھیڑیوں سے بھی ہو سکتا ہے۔!“

”ضروری نہیں ہے۔!“

”بالکل ضروری ہے..... اپنے آدمیوں کی گاڑی میں بھیڑیوں کا نشان دیکھ کر تم اسی نتیجے پر

پہنچو گی کہ گارڈ وہ شخص ہے جس نے رکھتا ہے۔“

”سانسے کی بات ہے۔!“

”لہذا وہ غائب ہو گیا اور اب شاید وہ تمہاری زبان ہمیشہ سے بند کر دینے کی کوشش

”تم تو وہی سب کچھ کہہ رہے ہو جو میں سوچتا رہا ہوں۔ ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو۔!“

”ایسا نہ ہوتا تو اس بے وقوف ایرانی کا باڈی گارڈ بنا کر کیوں بھیجا جاتا۔ بہر حال مجھے ان بچپن

کی وجہ سے تشویش ہے۔!“

”تمہاری تشویش درست ہے۔ میں بھی انہیں کے متعلق سوچتا رہا ہوں۔!“

”تو پھر کیوں نہ انہیں کسی محفوظ جگہ بھجوا دو۔!“

”سلویا میرے بغیر نہیں رہے گی۔!“

”اچھا تو پھر ہم سبھی کسی محفوظ مقام پر چلے چلتے ہیں۔!“

”میدان چھوڑ کر بھاگتے ہوئے مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا..... میں بہر حال جینی گارڈ ہوں۔!“

”بچپن کا تحفظ ضروری ہے..... کیا تمہاری انا ان سے زیادہ قیمتی ہے۔!“

”ہرگز نہیں..... میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔!“

”تب پھر یہاں سے نکل چلنے کی تیاری کرو۔ کوئی محفوظ جگہ ہوگی ہی تمہارے ذہن میں۔!“

”بہتری ہیں۔!“

بات طے ہو گئی تھی اور جوزف نے جیمسن کو اپنی کامیابی کی اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا۔ ”بر

ایک غلط بات کہہ دی تھی میں نے..... اس کی بھی اطلاع دے دوں تمہیں۔!“

”کیا بات تھی.....؟“

”میں نے تمہیں یہ قوف ایرانی کہا تھا۔ حالانکہ تم نہ ایرانی ہو اور نہ یہ قوف.....!“

”لڑکیوں کے سامنے کہا تھا۔!“ جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔

”نہیں.....! ہم دونوں تمہارے۔!“

”تب تو ٹھیک ہے.....!“

”بہر حال.....! وہ تیاری کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے۔

میری بوتل ختم ہو گئی اس چکر میں لہذا اکل چار لانا۔!“



نینا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ سارو کے پرانے ساتھیوں سے بھی اس نے اس کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ لیکن

کرے۔ تم کسی کو بھی نہ بتا سکو کہ تم کم از کم ان میں سے ایک آدمی کو جانتی ہو۔“

”تم بہت جلد نتائج اخذ کر لیتے ہو۔“

”اگر میرا ذہن ایسا نہ ہوتا تو کبھی کا مارا جا چکا ہوتا۔ لیکن مجھے ان بھیڑیوں کا تجربہ نہیں۔ ان کی تنظیم زیادہ پرانی تو نہیں معلوم ہوتی۔“

”ایک سال سے زیادہ عمر نہیں ہے لیکن پولیس کو ایک سال ایک صدی معلوم ہونے لگا ہے۔“

”اچھا تو اب تم میرے ایک مشورے پر عمل کرو۔“

”کہو..... کیا کہنا چاہتے ہو.....؟“

”تم بھی غائب ہو جاؤ..... کیوں کہ دو طرفہ چوٹ پڑنے کا امکان ہے۔ مورلی کے بارے

میں تم نے بتایا تھا کہ مقامی پولیس کے سربراہ سے اس کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔“

”ہاں کرئل فرنانڈو اس کے گہرے دوستوں میں سے ہے۔“

”تب پھر ان چاروں لاشوں کو بھی ہر وقت ذہن میں رکھو.....!“

”لیکن میں کس طرح غائب ہو سکتی ہوں۔“

”کیا یہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو کچھ دنوں کے لئے تمہارا کاروبار سنبھال لے۔“

”کاروبار کی بات نہیں ہے..... وہ تو میری عدم موجودگی میں بھی چلتا رہے گا سوال یہ ہے

کہ غائب کہاں ہو جاؤں۔“

”ہم مورلی سے قریب ہی رہنے کی کوشش کیوں نہ کریں۔“

”تم تو فرانسیا میں داخل ہی نہ ہو سکو گے۔“

”مجھے کون روک سکے گا۔“

”میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ غیر یورپی باشندے وہاں نہیں داخل ہو سکتے۔ وہ ایک

قدامت پسند انگریز کی ملکیت ہے۔“

”وہ لوگ مجھے غیر یورپی قرار نہیں دے سکیں گے۔“

”بھلا کس طرح.....؟ تم تو دور سے بھی یورپین نہیں معلوم ہوتے۔“

”سی نیورا..... میں نے بہت دنیا دیکھی ہے اور بہترے پیشوں سے منسلک رہا ہوں۔ میں

جب چاہوں یورپین بن سکتا ہوں۔ تمہاری بھی ایسی شکل تبدیل کروں کہ قریب کے لوگ بھی

نہ پہچان سکیں۔“

”پہلے خود یورپین بن کر دکھاؤ..... پھر میں اپنی بھی شکل تبدیل کرالوں گی۔“

”اچھا تو اب میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے بعد ملوں گا۔“

”جیسی تمہاری مرضی۔“ نینا ہنس کر بولی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ویسے بھی آدمی دلچسپ

معلوم ہوتا ہے۔ صرف تین گھنٹے سویا تھا اور سر پر سوار ہو گیا تھا۔ اس کی سلامتی کی اسے بہت فکر

تھی۔ ویسے اس کے مشورے معقول ہی معلوم ہوتے ہیں وہ سچ سچ خطرہ کھانے میں ہے۔ دو طرفہ

خطرات..... آج وہ شراب خانے والے حصے میں نہیں گئی تھی۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ کوئی نہ

کوئی اس کی فکر میں ضرور ہو گا۔!

وہ آدھے گھنٹے سے پہلے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہ اسے دیکھ کر چونک پڑی

تھی۔

”تنت..... تم.....!“ وہ ہکلائی۔

”ہاں..... سی نورا.....!“ اس بار اس کا لہجہ بالکل اطالویوں کا سا تھا۔

”میں نے پہلے تمہیں کہاں دیکھا ہے۔ کہیں یہ شکل نظروں سے ضرور گزری ہے۔!“ وہ

مضطربانہ انداز میں بولی۔ ”نہیں.....! یہ ناممکن ہے۔!“

”میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!“

”تنت..... تم سارے کے چھوٹے بھائی معلوم ہوتے ہو۔!“

”چلو یہ بھی اچھا ہی ہوا..... لیکن میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔!“

”وہ مشرق بعید میں ہے..... اور کہیں تم نے اس کی تصویر تو نہیں دیکھی۔!“

”ہرگز نہیں.....! میری دانست میں یہ روایتی قسم کا ایک اطالوی چہرہ ہے۔!“

”بہر حال میں تمہارے اس کمال کی بھی معترف ہوں۔!“

ٹھیک اسی وقت پھر کسی نے دروازے پر دستک دی اور عمران تیزی سے دوسرے کمرے میں

چلا گیا۔ نینا متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی تھی پھر چونک کر بولی۔ ”آ جاؤ۔!“

ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

”کرئل فرنانڈو کا ایک آدمی آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہہ دیا

”کیوں نہ فرانس میں قیام کریں۔ مجھے موریلی سے کچھ ضد سی ہو گئی ہے۔“
”تو تم کیا کرو گے۔“

”جس سے ضد ہو جاتی ہے اسے مار ڈالتا ہوں۔ میری بہت پرانی عادت ہے۔“
”میں تیار ہوں.... لیکن اسے فراموش نہ کرنا کہ وہ مقامی پولیس کے سربراہ کرنل فرنانڈو کے خاص دوستوں میں سے ہے۔“

”جب میں کسی کام کا تہیہ کر لیتا ہوں تو یہ نہیں دیکھتا کہ کن دشواریوں سے گزرنا پڑے گا اور میرے لئے تو پولیس ہمیشہ سے کھلونا رہی ہے۔“

”بہت بڑے بڑے دعوے نہ کرو....“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔
”دعوے بے بس قسم کے لوگ کیا کرتے ہیں۔ میں تو عملی آدمی ہوں تم دیکھ ہی لو گی۔“
نینا نے میک اپ کے بعد اپنی شکل دیکھی اور مسکرا کر بولی۔ ”نہ صرف شکل بدل گئی ہے بلکہ تم نے تو میری عمر بھی خاصی کم کر دی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میں تیس سال کی ہوں۔“
”تیس سال سے زیادہ کی نہیں معلوم ہوتیں۔“ عبد المنان بولا۔ ”لہذا اب مجھے اپنی عمر میں

بھی ڈنڈی مارنی پڑے گی۔“

ایک گھنٹے بعد وہ عقبی دروازے سے باہر نکلے تھے اور نینا کی تجویز کے مطابق پیدل ہی ایک ڈیپارٹ منٹل اسٹور کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں انہوں نے دو سوٹ کیس اور روزمرہ کے استعمال کی چیزیں جن میں کچھ ملبوسات بھی شامل تھے خریدے۔

ایک شادی شدہ جوڑے کی حیثیت سے انہوں نے فرانس میں دو کمروں کا ایک سوٹ حاصل کیا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد ان کی مایوسی کی حد نہ رہی جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ موریلی کمرہ چھوڑ کر کہیں جا چکا ہے۔

”یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔“ نینا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔
”پروا نہ کرو.... فی الحال تمہیں خود کو فرنانڈو کے آدمیوں سے دور رکھنا ہے۔“
”ہاں.... کیا حرج ہے۔“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی اور عبد المنان گڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”تم نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا جو نام لکھوایا ہے مجھے پسند آیا میں اب تمہیں وہی کہوں

کہ آپ تین دن سے یہاں نہیں ہیں۔“
”ہوں....!“ وہ پر تفکر لہجے میں بولی۔ ”اس نے یہ بھی معلوم کرنا چاہا ہو گا کہ میں کہاں مل سکوں گی۔“

”جینووا میں....!“ وہ مسکرایا۔

”تم نے اپنے انداز سے یہ تو نہیں ظاہر ہونے دیا کہ جھوٹ بول رہے ہو۔“

”نہیں.... سی نورا.... آپ جانتی ہی ہیں کہ میں پیدا انٹی اداکار ہوں۔“

”مجھے تمہاری اس صلاحیت پر اعتماد ہے۔ میں سچ جینووا جا رہی ہوں لیکن تم لوگ میرے

وہاں کے پتے سے واقف نہیں ہو۔“

”بہت بہتر.... سی نورا....!“

”مجھے یقین ہے کہ میری عدم موجودگی میں یہاں سارے معاملات ٹھیک رہیں گے۔“

”آپ اس کی فکر نہ کریں سی نورا۔“

”شکریہ.... بس جاؤ....!“

وہ چلا گیا.... اور نینا پھر اسی دروازے کی طرف دیکھنے لگی جس سے عبد المنان گزر کر دوسرے کمرے میں گیا تھا۔

پھر وہ خود بھی اٹھ کر اسی دروازے میں داخل ہو گئی تھی۔ عبد المنان ایک آرام کرسی پر نیم

دراز نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی۔ نینا اس طرح کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ اسے علم ہو جائے.... وہ چونک کر مڑا اور کتاب کو میز پر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”تمہارا یہ خیال بھی درست نکلا....!“ نینا ہنس کر بولی۔

”کون سا خیال....؟“

”فرنانڈو کا آدمی میرے سلسلے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ اس سے کہہ دیا گیا ہے کہ میں تین دن

سے یہاں نہیں ہوں۔“

”یہ تو بہت اچھا ہوا.... اب ہم یہاں سے نکل ہی جائیں گے۔ لیکن اگر میں صحت مند

بھائی کے میک اپ میں ہوں تو مجھے کوئی دوسری شکل اختیار کرنی چاہئے۔“

”میں بھی یہی کہنا چاہتی تھی۔ لیکن ہم جائیں گے کہاں۔“

تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی مشروبات لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اس نے میز پر برے رکھ دی اور ”سی“ کر کے فرش پر بیٹھتی ہوئی اپنا پیر سہلانے لگی تھی۔

”کیا ہوا....؟“ نینا نے پوچھا۔

”بچہ مڑ گیا تھا سی نور!....!“ لڑکی کراہ کر بولی۔ پھر وہ اٹھی.... اور لنگڑاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عبد المنان عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ جب وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی تو نینا نے پوچھا۔

”کیا اس کی لنگڑاہٹ بہت دلکش تھی....؟“

”نہیں... تکلیف سے اس کے چہرے کی بناوٹ میں عجیب سی تبدیلی ہوئی تھی۔“ اس نے کہا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا میز کے قریب گھنٹوں کے بل جا بیٹھا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے میز کی تہ سے کوئی پیر نکالی تھی اور اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا اپنی کرسی پر واپس چلا گیا تھا۔

نینا اس چیز کو حیرت سے گھورے جا رہی تھی۔ یہ ایک الیکٹرونک بگ تھا عبد المنان نے جیب سے قلم تراش چاقو نکالا اور بگ کا ایک اسکرپو ڈھیلا کرنے لگا تھا۔ دو منٹ کے اندر ہی اس نے اسے ناکارہ کر کے پھر میز کے نیچے لگا دیا۔

”اب ہم اطمینان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔“ عبد المنان مسکرا کر بولا۔

”تم عقابانی نظریں بھی رکھتے ہو۔ میں نے تو لڑکی کے بیان پر یقین کر لیا تھا!“ نینا نے طویل سانس لے کر کہا۔

عبد المنان نے کولڈ کافی کا بگ اٹھایا اور ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔

”تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم پہچان لئے گئے۔ ورنہ لڑکی یہ حرکت کیوں کرتی۔!“ نینا کچھ دیر بعد بولی۔

عبد المنان کچھ نہ بولا وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ”کچھ اور بات معلوم ہوتی ہے۔ ہم پہچانے نہیں گئے....“

”ظہر و.... ابھی معلوم ہو جاتا ہے.... اگر وہی لڑکی ہاتھ لگ گئی۔!“

اس نے پھر روم سروس کو فون پر مخاطب کر کے کہا۔ ”سوٹ نمبر چونسٹھ میں ایسپرین کی

گی۔“

”کیا البرٹو سائینی ایسا ہی نام ہے۔!“

”یقیناً.... البرٹو میں بڑی مردانگی پائی جاتی ہے۔!“ نینا ہنس کر بولی۔

تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر یک بیک چوبک پڑی اور اس کی طرف اس طرح دیکھنے لگی جیسے خود اسی سے کوئی فرو گداشت ہو گئی ہو۔!

”ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔!“ اس نے کہا۔

عبد المنان پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

نینا پر فکر لہجے میں بولی۔ ”جب وہ میرے سلسلے میں فرمائندہ سے مدد لے سکتا ہے تو پھر ارا دونوں کالے آدمیوں کے لئے مجھ سے کیوں بات کی تھی۔!“

”بہت دیر سے تمہیں اس کا خیال آیا۔ حالانکہ میں پہلے ہی معاملے کی تہ تک پہنچ چکا تھا۔!“

”تم کیا سمجھتے ہو۔!“

”میری دانست میں تو یہ ڈانو موریل دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ اگر وہ ان کالوں کے سلسلے میں فرمائندہ سے مدد کا خواہاں ہوتا تو اس کی دوسری حیثیت فرمائندہ کے سامنے آ جاتی جسے بہر حال ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔!“

”یہی بات ہو سکتی ہے ورنہ ایک معاملے میں ہم جیسے لوگوں سے رابطہ رکھنا اور دوسرے معاملے میں پولیس تک جا پہنچنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔!“

”اب اگر تم اس کی دوسری حیثیت سے پردہ اٹھا سکو تو فرمائندہ سے بھی محفوظ رہ سکو گی۔ ظاہر ہے کہ اپنے چار ساتھیوں کی لاشیں ملنے کے بعد ہی اس نے فرمائندہ سے رابطہ قائم کیا ہو گا۔“

”تم اگر نہ ملتے تو یا تو میں ختم کر دی گئی ہوتی یا کسی بہت بڑی دشواری میں پڑی ہوتی۔ اوہ بر ختم بھی کرو.... جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا.... روم سروس کو فون کر کے پینے کے لئے کچھ

منگواؤ.... میں بڑی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔!“

”کیا پیو گی....؟“

”اسکاچ....!“

عبد المنان نے اس کے لئے اسکاچ اور اپنے لئے کولڈ کافی طلب کی تھی۔

چند نکلیاں بھی بھجوا دو۔“

”دیکھئے جناب....!! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔!“ لڑکی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی اور اندر آنے کی اجازت ملنے پر پھر وہی لڑکی کمرے میں اس کی تمام تر ذمہ داری ہوٹل کے خانگی جاسوس پر ہے۔ اسی نے مجھ کو یہاں بگ لگانے کی داخل ہوئی۔ وہ نینا کی طرف بڑھی تھی اور عبدالمنان نے دروازہ بولٹ کر دیا تھا۔ نینا کو لیسپرین ہدایت دی تھی۔“

دے کر وہ واپسی کے لئے مڑی تو عبدالمنان کو پستول لئے دروازہ کے قریب کھڑے دیکھا۔ اس ”اچھا.... ہم اسے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ تم اس کی آمد تک یہیں ٹھہرو گی۔!“ اس نے کہا اور اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ بھی کیا تھا۔ لڑکی بت بنی کھڑی رہی۔ نینا سے بولا۔ ”اسے دوسرے کمرے میں بند کر دو۔“

”اگر تم چیونگی بھی تو تمہاری آواز باہر نہیں جاسکے گی کیونکہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف معلوم نینا سے دھکیلتی ہوئی دوسرے کمرے میں لے گئی تھی۔ عبدالمنان نے فون پر خانگی جاسوس سے رابطہ قائم کر کے کہا۔ ”سوٹ نمبر باسٹھ میں فوراً پہنچو....!“

”ہاں.... یہ کک.... کمرہ ساؤنڈ پروف ہے.... لیکن تم نے پستول کیوں نکال لیا ہے سی

”کیا بات ہے....؟“

نور؟ غالباً یہ سوٹ نمبر چونسٹھ ہے۔“ لڑکی بولی۔

”بہت خوب.... اس طرح کے اطلاع دے رہی ہو کہ سوٹ نمبر چونسٹھ میں کوئی تمہیں راہداری میں نکل آیا اور اب وہ تیزی سے سوٹ نمبر باسٹھ کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے دروازے کے قریب رک کر دوسری طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ چو تھی منزل پر رکی تھی اور خانگی

لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ پھر بت بن کر رہ گئی۔

”کسی کی آمد کا انتظار نہ کرو.... تمہاری آواز کسی ایئر فون تک ہر گز نہ پہنچ سکی ہوگی۔ جاسوس چو تھی منزل کی راہداری میں داخل ہو کر سوٹ نمبر باسٹھ کی طرف بڑھا تھا۔ تمہارے لگائے ہوئے آپریشن کو میں پہلے ہی بیکار کر چکا ہوں.... وہ سفاک سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

لڑکی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور تھوک نکل کر رہ گئی۔

نینا ہاتھ میں گلاس لئے اٹھ کر اس کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ اس نے سر دلچہ میں کہا۔ ”اس حرکت پر تمہیں عمر قید کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔ سرکاری آدمیوں کی ٹوہ میں رہنا ایسا ہی جرم ہے۔“

”سس.... سرکاری....!“ وہ چلائی۔

”تمہیں کس نے اس حرکت پر آمادہ کیا تھا....؟“

”کرنل فرنانڈو کے ایک دوست نے۔!“

”وہ مردود کرنل فرنانڈو کے نام پر فراڈ کرتا پھر رہا ہے۔“ عبدالمنان نے نینا کی طرف دیکھا

کر کہا۔

”محبشی....!“ خانگی جاسوس اچھل پڑا۔ لڑکی ہونٹ بھیجنے خاموش کھڑی تھی۔

”لڑکی.... اب بتاؤ کیا بات تھی۔“ عبدالمنان نے محبشی سے کہا۔

”تم اپنی زبان بند رکھو گی!“ خانگی جاسوس بولا۔

”مجھے اس پر نہ مجبور کرو کہ پولیس اسٹیشن پر تم دونوں تھرڈ ڈگری کا شکار ہو جاؤ۔“
عبدالمنان غریبا۔

”میں نہیں سمجھا!“

”ابھی سمجھاتا ہوں۔ سکون سے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ لڑکی تم بھی بیٹھو!“ اس
پستول کو جنبش دے کر کہا۔

”تم جو کوئی بھی ہو ہمیں دھمکا نہیں سکتے!“ خانگی جاسوس آگے بڑھ کر بیٹھتا ہوا بولا۔
بدستور کھڑی رہی۔ عبدالمنان نے پھر اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی اور خانگی جاسوس سے
تھا۔ ”مجھے موریلی سے متعلق پوچھ گچھ کرتے دیکھ کر تم نے میرے کمرے میں الیکٹرونک
لگولیا۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!“

خانگی جاسوس کچھ نہ بولا۔ وہ اسے گھورے جا رہا تھا۔ عبدالمنان کہتا رہا۔ ”موریلی نے
تمہیں اس پر آمادہ کیا تھا کہ اگر کوئی اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا ہوا نظر آئے تو تم اس
نگرانی شروع کر دو۔ تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ میں غلط نہیں کہہ رہا۔ اب تم بتاؤ کہ تم
کس پتے پر رپورٹ دو گے۔“

”مم۔۔۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”موریلی کو کب سے جانتے ہو۔۔۔۔۔؟“

”میں کسی کو نہیں جانتا۔“

”تو پھر یہ الیکٹرونک بگ۔۔۔۔۔؟ میں تمہارا انسٹنس اپنے دستخط سے بھی منسوخ کر سکتا ہوں
کیا تم سے فرناٹڈ نے کہا تھا کہ وہ اس کا دوست ہے۔“

”نن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔!“ خانگی جاسوس کی زبان سے غالباً غیر ارادی طور پر نکلا تھا۔

”تو پھر تم اس کے لئے کام کرنے پر کیوں تیار ہو گئے۔۔۔۔۔ وہ کرنل فرناٹڈ کا نام لے
لوگوں کو ٹھکاتا پھر رہا ہے۔“

”مم۔۔۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔۔ منیجر نے بھی اسے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ کرنل فرناٹڈ
کا دوست ہے۔“

”کیا اس نے فرناٹڈ سے اس کی تصدیق کی تھی۔۔۔۔۔؟“

”میرا خیال ہے کہ نہیں کی تھی۔ میں آپ کو پوری کہانی سناتا ہوں جناب۔۔۔۔۔؟“ پھر خانگی
جاسوس نے اپنی داستان چھیڑ دی تھی۔

”اب اس کی شامت ہی آگئی ہے۔“ عبدالمنان نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔ چند لمحے
اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ ”میں چاہوں تو ابھی تمہارا انسٹنس منسوخ کر سکتا ہوں۔ لیکن ایسا
نہیں کروں گا کیونکہ تم نے بھی دھوکا کھایا تھا۔ لو یہ میرا شناخت نامہ دیکھو۔۔۔۔۔!“ اس نے جیب
سے ایک آئیڈنٹی کارڈ نکال کر خانگی جاسوس کی طرف اچھال دیا۔

خانگی جاسوس نے اسے ہاتھوں پر روک کر دیکھا تھا اور پھر اس قدر سراپہ نظر آنے لگا تھا
جیسے شناختی کارڈ کی بجائے اپنی موت کا پروانہ دیکھ لیا ہو۔

”بلاشبہ آپ مجھے دفن کر سکتے ہیں سی نور۔“ وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔“ عبدالمنان اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

”میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں سی نور۔۔۔۔۔؟“

”بس اپنی زبان بند رکھو۔۔۔۔۔ منیجر سے بھی میرے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کرنے کی
ضرورت نہیں اور اس لڑکی کو بھی قابو میں رکھنا۔۔۔۔۔ ورنہ میں نہیں جانتا کہ تم دونوں کہاں
ہو گے۔ زبان بند رکھنے کو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر کرنل فرناٹڈ اپنی فورس لے کر اس کی تلاش
میں نکل کھڑا ہو تو وہ پھر ہاتھ سے نکل جائے گا۔“

”میں سمجھ گیا سی نور۔۔۔۔۔!“

”اب بتاؤ کہ تم اسے کس پتے پر مطلع کرتے۔“

”مجھے کاغذ اور قلم دیجئے سی نور۔۔۔۔۔ جیشی نہیں جانتی اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اور آپ

کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہونے پائے۔“

”سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔“ عبدالمنان نے کہا اور اس کے لئے کاغذ اور قلم مہیا
کر دیئے اس نے کچھ لکھ کر کاغذ عبدالمنان کی طرف بڑھادیا تھا۔ اس نے اسے دیکھا اور تہہ کر کے
جیب میں رکھ لیا۔

”اور تم اپنا بگ بھی نکال لے جاؤ۔“ عبدالمنان نے جیشی سے کہا۔

تین دو آٹھ سات.... لیکن میں نے اس جگہ کا پتہ لگا لیا ہے۔ جہاں کا فون نمبر ہے چار تین بولسینا ڈسٹرکٹ کا نمبر ہے۔ دو آٹھ سات بولسینا جمیل کے قریبی قصبے لائی ٹریو کی ایک عمارت کا نمبر ہے۔ عمارت کا نام ہے راؤلے دلا میں ایک بار پھر آپ کو اپنے پر خلوص تعاون کا یقین دلاتا ہوں سی نور!“

”تیز آدمی معلوم ہوتا ہے!“ نینا طویل سانس لے کر بولی۔ ”لیکن رابرٹو تمہارا تو جواب ہی نہیں ہے!“

”اب مجھے لائی ٹریو کے بارے میں بتاؤ!“ عبد المنان نے کہا۔

”یہاں سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر لاگودی بولسینا واقع ہے۔ اسی کے کنارے لائی ٹریو نامی قصبہ آباد ہے۔ خوب صورت جگہ ہے۔ زیادہ تر مال دار لوگوں نے وہاں اپنی شاندار عمارتیں بنا رکھی ہیں۔ اس کے نواح کی سب سے اچھی تفریح گاہ ہے۔!“

”تو پھر اب ہمیں یہاں سے رخصت ہو جانا چاہئے لیکن یہ سوٹ ہمارے ہی نام پر انگیج رہے گا۔!“

”جیسی تمہاری مرضی.... تم میری زندگی میں ایک خوش گوار تبدیلی لائے ہو۔! برسوں سے پور ہو رہی تھی۔!“

”پہلی بار کسی سے ایسی بات سن رہا ہوں۔!“

”میں نہیں سمجھی۔!“

”مجھے سب احق اور پور سمجھتے ہیں۔!“

”تم جھوٹے ہو.... یہ ناممکن ہے۔!“

”خصوصیت سے عورتیں مجھے پسند نہیں کرتیں۔!“

”صرف شریف عورتیں نہ کرتی ہوں گی۔!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بڑی لگاوت

سے مسکرائی اور وہ پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔



”یہ ہمیں کہاں لے آیا؟“ جوزف چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔!“

جیمسن بھی خاموشی سے گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ چاروں طرف خالی کریٹ اور ڈرم بکھرے ہوئے تھے۔ غالباً کسی بہت بڑے گودام کا ایسا حصہ تھا جہاں صرف کاٹھ کباڑ بھرا رہتا تھا۔

جب وہ دونوں کمرے سے جا رہے تھے اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک بار پھر انہیں وارننگ دی تھی کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں۔

نینا خاموش کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی ذہنی کشمکش میں ہتلا ہو۔

”ذرا میں بھی تو دیکھوں تمہارا شناخت نامہ۔!“

”تم کیا کرو گی دیکھ کر.... ایسے کئی شناخت نامے مع تصویر میرے جھولے میں پڑے رہتے ہیں۔ جہاں جیسی ضرورت ہوئی اس کے مطابق استعمال کر بیٹھا اور تم دیکھنا کہ کسی دن جیل میں ہوں گا۔!“

”میرا خیال ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔!“

”کھلی ہوئی بات ہے....!“ عبد المنان مسکرایا۔

”میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ تم ذہنی طور پر بھی اتنے پھرتیلے ہو گے۔!“

”چتا نہیں کب سے اس برنس میں ہوں لیکن آج تک تو کوئی مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکا۔!“

”شناخت نامہ دکھاؤ....!“

”پور ہو جاؤ گی.... دیکھ کر.... لہذا.... نہ دیکھو تو بہتر ہے۔!“

”نہیں میں دیکھوں گی۔!“

”یہ لو....!“ اس نے شناختی کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”وہ اسے دیکھتی رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ ”تمہارے ساتھ تو گردن ہی کٹ جائے

گی۔ تم اس وقت مرکزی انٹیلی جنس بیورو کے ایک ذمہ دار آفیسر بنے ہوئے ہو۔!“

”ذرا دیکھنا.... ہے کوئی فرق مجھ میں اور تصویر میں۔!“

”انتہائی خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔!“

”لیکن میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ تم جب چاہو میرا ساتھ چھوڑ سکتی ہو۔!“

”ساتھ کیسے چھوڑ سکتی ہوں.... میری ہی وجہ سے تو تم اس بکھیڑے میں پڑے ہو۔ ہاں

اس نے کیا لکھ کر دیا ہے تمہیں۔!“

عبد المنان نے جیب سے پرچہ نکالا اور پڑھنے لگا۔ ”اس نے مجھ کو صرف فون نمبر دیا تھا۔ چار

”یہ لک... کیا بلا ہے!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور جیمسن کا گلا اس حد تک رندھ گیا

تھا کہ وہ بول ہی نہ سکا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ سیٹ سے نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گئے تھے۔ آغاز سفر تو ان کے ہوش میں ہوا تھا لیکن ان کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ کتنی مسافت طے کرنے کے بعد اس سفر کا اختتام ہوا تھا۔ جب ہوش آیا تو وہ کسی تکلیف دہ جگہ پر چٹ پڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں جتھ کڑیاں تھیں... وہاں صرف وہی دونوں نہیں تھے گارڈو بھی ان کے قریب ہی اسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

”ب دیگو...! مقدّر کس کال کو مٹری میں لے جاتا ہے!“ جیمسن برا سامنے بنا کر بڑبڑایا۔ جوزف نے لا پرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور تیلے سے شراب کی بوتل نکال کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔

گاری کس سمت جا رہی تھی انہیں اندازہ نہ ہو سکا... رفتار بہت تیز تھی دفعتاً جیمسن نے اپنی ناک میں جلن سی محسوس کی اور پھر سانس بھی گھٹتی ہوئی سی محسوس کی تھی۔ جوزف نے بوتل میں کاگ لگا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے نظر نہ آنے والا دھواں ان کے پیچھے دوں میں سما جا رہا ہو۔

”یہ لک... کیا بلا ہے!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور جیمسن کا گلا اس حد تک رندھ گیا تھا کہ وہ بول ہی نہ سکا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ سیٹ سے نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گئے تھے۔ آغاز سفر تو ان کے ہوش میں ہوا تھا لیکن ان کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ کتنی مسافت طے کرنے کے بعد اس سفر کا اختتام ہوا تھا۔ جب ہوش آیا تو وہ کسی تکلیف دہ جگہ پر چٹ پڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں جتھ کڑیاں تھیں... وہاں صرف وہی دونوں نہیں تھے گارڈو بھی ان کے قریب ہی اسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

عجیب سی ناگوار بو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اور دن کو اتنا اندھیرا تھا کہ کیروسین لیپ روشن کرنا پڑا تھا۔

گارڈو نے لڑکیوں کو کسی رشتے دار کے گھر بھجوا دیا تھا اور ان دونوں کو یہاں لے آیا تھا اور اس وقت موجود بھی نہیں تھا۔ یہ دونوں تنہا تھے۔

”کیا کہا تھا تم نے...؟“ جیمسن نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

لیکن جوزف کچھ نہ بولا۔

”کیا بے ہوش ہو گئے...!“

”نہیں اب بالکل ٹھیک ہوں۔!“

”تمہارے پاس کی عنایت ہے... اٹے سیدھے مشورے دیتا رہتا ہے۔!“

”باس کو کچھ نہ کہو... میرا مصرف ہی یہی ہے۔!“

”تمہارا ہو گا... میری نفاست پسندی اجازت نہیں دے گی کہ یہاں دو چار گھنٹے سے زیادہ زندہ رہ سکوں... اور پھر اب دشواری یہ آپڑی ہے کہ اس جگہ کی نشاندہی کیسے کروں گا۔ یہاں اس گندے علاقے میں شانہ ہی کہیں فون بھی ہو۔!“

”صبر کرو...! گارڈو کو واپس آنے دو...!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”اس کی واپسی سے پہلے ہی میرا دم نکل جائے گا۔!“

”نکل جانے دو...!“ جوزف نے لا پرواہی سے کہا۔

”اچھا اب تم اپنی چونچ بند رکھو مجھے کچھ سوچنے دو۔!“

پھر ایک گھنٹہ گزر گیا تھا لیکن گارڈو واپس نہیں آیا تھا۔

”پتہ نہیں اس بیچارے پر کیا گزری۔!“ جوزف بولا۔ ”پچیس تیس منٹ کو کہہ کر گیا تھا۔!“

”اگر واقعی اس پر کچھ گزری ہے تو یہ ہمارا مقبرہ بن جائے گا۔ میں اس علاقے سے واقف نہیں ہوں۔!“

”میں سوچ رہا ہوں کہیں وہ ان لوگوں کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو۔!“

”ہو سکتا ہے...!“ جیمسن نے لا پرواہی سے کہا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔

”اگر وہ ایک گھنٹہ اور نہ آیا تو ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ کم از کم ان لوگوں کو اطلاع دینی

”مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری حفاظت نہ کر سکا۔“ وہ انہیں ہوش میں دیکھ کر بھرائی آواز میں بولا۔

”مگر یہ ہوا کیسے.....؟“ جیمسن نے اس کی طرف سر گھما کر پوچھا۔

”میں تم دونوں کو وہاں عارضی طور پر چھوڑ کر ایک خالی مکان کی کنجی حاصل کرنے نکلا تھا انہوں نے مجھے ایک جگہ گھیر لیا۔ تم شاید نہیں جانتے کہ ہم جیج بھیزیوں کے جنگل میں پڑ گئے ہیں۔“

”نہیں.....!“ جیمسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

”یقین کرو..... انہوں نے مجھ سے پہلا سوال یہی کیا تھا کہ میں نے نینا کے آدمیوں ٹھکانے لگا کر ان کا نشان کیوں استعمال کیا تھا۔ بہر حال انہوں نے مجھے ایسی دھمکی دی کہ مجھ کو مجھے ان کو تمہارا پتہ بتا دینا پڑا۔“

”کیسی دھمکی.....؟“ جیمسن نے پوچھا۔

”انہوں نے کہا تھا کہ میری بہنوں کو پکڑ لیں گے اگر میں نے تمہارا پتہ نہ بتایا۔ انہیں علم کہ میں پوریشیا اور سلویا کو کہاں چھوڑ آیا ہوں۔“

”تم نے بہت اچھا کیا.....!“ جوزف پہلی بار بولا۔ ”بچیوں پر آج آنے سے پہلے ہم خود مر جانا پسند کرتے۔“

”گارڈو خود کو کتنا بے بس محسوس کر رہا ہے۔ کاش اس سے پہلے وہ خود ہی مر گیا ہوتا۔ اپنے مہمانوں کی حفاظت نہ کر سکا۔“

”تم اس کی بالکل پرواہ مت کرو.....!“ جوزف بولا۔ ”اگر آسمان والے کو ہمیں زندہ رکھنا منظور ہے تو وہ ہر حال میں ہماری حفاظت کرے گا۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر یہاں کے بھڑیئے ہم پر دیسیوں سے کیا چاہتے ہیں۔“

گارڈو کچھ نہ بولا۔ جیمسن بھی خاموش تھا۔

وہ غالباً کسی بڑے کمرے میں پڑے ہوئے تھے۔ بائیں جانب والی فرنیچ و نڈو سے سرد ہوا کے جھونکے مسلسل چلے آرہے تھے۔ اور وہ دور پہاڑوں کے اوپر پھولنے والی خوش رنگ شفق کو دیکھ سکتے تھے۔ شاید یہ کسی عمارت کی اوپری منزل تھی۔ کہیں قریب ہی ابابیلوں کا کوئی شور مچاتا ہوا

جھنڈ بےسرا لے رہا تھا۔

”کیا تمہارا کوئی تیسرا ساتھی بھی ہے.....!“ دفعتاً گارڈو نے پوچھا۔

”نہیں..... کیا مطلب.....؟“ جیمسن ہلکایا۔

”تمہارے ہوش میں آنے سے قبل ایک بد ہیئت آدمی یہاں آیا تھا اور مجھ سے تمہارے تیسرے ساتھی کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ میں نے لا علمی ظاہر کی تو اس نے اس کی پہچان بتا کر پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔“

”کیا پہچان بتائی تھی.....؟“ جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”صورت سے بالکل بے وقوف معلوم ہوتا ہے۔“

”صورت سے تو ہم دونوں ہی بے وقوف لگتے ہیں۔“ جیمسن نے کہا۔

”نہیں..... نہ وہ نیگرو ہے اور نہ تمہاری طرح دبلا پتلا.....!“

”ہمارے بارے میں تم نے کیا بتایا.....؟“ جوزف نے سوال کیا۔

”تمہارے بارے میں اس کے علاوہ اور کیا جانتا ہوں کہ فی نیلی نے تمہیں میرے پاس اس لئے بھجوا دیا تھا کہ اس کے گاہک وہاں کسی نیگرو کی موجودگی پسند نہیں کرتے تھے۔“

”بہر حال تم فکر نہ کرو.....!“ جیمسن بولا۔ ”اب ان بھیزیوں کا وقت قریب آگیا ہے۔“

گارڈو نے قہقہہ لگایا تھا اس بات پر۔

”ہاں..... ہاں..... ہمیں خوش ہی رہنا چاہئے.....!“ جوزف نے کہا۔

”بس اب خاموش رہو.....!“ گارڈو نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ ”اگر تم مجھے پہلے ہی بتا دیتے کہ یہاں تم لوگوں کی موجودگی کوئی خاص مقصد رکھتی ہے تو میں اس طرح مار نہ کھاتا۔ خود بھی ہوشیار رہتا اور تمہیں بھی مشورے دیتا۔“

کوئی کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کسی نے کمرے میں آکر روشنی کی اور دروازے کے قریب سے انہیں دیکھتا رہا پھر وہ چلا گیا تھا۔

”یہ فرنیچ و نڈو اب بند کر دی جاتی تو بہتر تھا۔“ جیمسن بولا ”میں سردی محسوس کر رہا ہوں۔“

”آواز دو اپنے غلاموں کو آکر بند کر دیں۔“ گارڈو زہریلی ہنسی کے ساتھ بولا۔

”ارے کوئی ہے.....؟“ جیمسن نے احتیاطاً انداز میں ہانک لگائی اور پھر حلق پھاڑ کر گانے لگا۔

”یہ سب میرا مسئلہ اڑاتے تھے۔“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
”پہلے بھی نہیں تھی ڈاڑھی۔“

”میں احتجاج کرتا ہوں جناب.....!“ جیمسن بولا پڑا۔ ”آپ نے میری ڈاڑھی کی خیریت
نہیں دریافت فرمائی۔!“

”میرا وقت ضائع نہ کرو..... میں عمران کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔!“
”مجھے جو کچھ معلوم تھا عرض کر چکا.....!“

”تم دونوں یہاں کیوں آئے تھے.....؟“

”یہاں آنے کا مشورہ تو مسٹر عمران ہی نے دیا تھا۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا تھا کہ ہم کس
طرح نے نیلی کے بورڈنگ ہاؤس تک پہنچے تھے۔ لیکن مقصد کا علم ابھی تک نہیں ہو سکا۔!“
”تم دونوں کو عنقریب پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا کیونکہ تم جعلی پاسپورٹ پر یہاں
آئے ہو۔!“

”قطعی نہیں جناب ہمارے پاسپورٹ جعلی نہیں ہیں۔ جوزف کی ڈاڑھی دوبارہ اگ سکتی ہے۔!“
”اس صورت میں اگر تم نے کل صبح تک عمران کا پتہ نہ بتایا تو تمہارے جسموں کا ریشہ ریشہ
الگ کر دیا جائے گا۔!“

”اگر عمران سے اس طرح ہمیں نجات مل سکتی ہو تو ہمیں اس پر بے حد خوشی ہوگی۔!“
جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”کیا مطلب.....؟“

”ہم اس کے لئے کام کر کے خوش نہیں ہوتے۔!“ جیمسن نے کہا۔ گفتگو اٹالوی میں ہو رہی
تھی۔ ورنہ جوزف ضرور مداخلت کر بیٹھتا۔ بد ہیئت آدمی شائد ان دونوں سے اس حد تک واقف
تھا کہ اس نے جوزف سے انگریزی ہی میں سوالات کئے تھے۔

”لیکن نہیں.....!“ جیمسن کہتا رہا۔ ”مجھے صرف اپنے بارے میں یہ کہنا چاہئے..... جوزف تو
اس کا زرخیز غلام ہے..... اس سے غداری نہیں کرے گا۔!“

بد ہیئت آدمی چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر دروازے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ ”تم
میرے ساتھ آؤ.....!“ جیمسن نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی تھی اور اس

”کیا پاگل ہو گئے ہو خاموش رہو.....!“ گارڈوں نے زور سے کہا۔

”اسے بھوک لگ آئی ہوگی۔!“ جوزف بولا۔ ”جب تک کچھ کھانے کو نہ مل جائے اسی طرح
حلق پھاڑتا رہے گا۔!“

دفعہ دروازے کے قریب سے کسی نے لکارا..... ”کیوں شور مچا کر کھا ہے۔!“
”سنو پیارے بھائی.....!“ جیمسن گڑ گڑایا۔ ”میری ہتھ کڑیاں پیروں میں ڈال دو اور مجھے
ایک گیار لادو.....!“

لکارنے والا قہقہہ آگیا۔ یہ ایک قوی الجڑ اور بد ہیئت آدمی تھا۔

”تو تم دونوں بھی ہوش میں آگئے۔!“ وہ انہیں گھورتا ہوا غرایا۔

”ہاں سی نور..... لیکن ہمارا یہ حشر کیوں.....!“ جیمسن بولا۔ ”ہم تو گانے بجانے والے
لوگ ہیں۔!“

”تمہارا نام جیمسن ہے..... تم کبھی ہی ہوا کرتے تھے..... اور یہ جوزف موگوٹا ہے۔!“

”درست ہے سنی.....!“

”عمران کہاں ہے.....؟“

”ارے باپ رے..... سچ مجھ مارے گئے.....!“ جیمسن کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تو یہ کوئی

چکر تھا۔ سن لیا تم نے کالے آدمی۔!“

”کیا بکواس کر رہے ہو.....؟“ جوزف غرایا۔

”تم چپ رہو..... میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ کوئی چکر ضرور ہے..... خواہ مخواہ ہمیں یورپ
کی سیر کے لئے چھٹی نہیں دی گئی۔!“

وہ آدمی آگے بڑھا اور جیمسن کی گردن پکڑ کر اسے اٹھاتا ہوا بولا۔ ”بتاؤ وہ کہاں ہے.....؟“

”ہم دونوں تنہا آئے تھے ہم سے کہا گیا تھا کہ ہوائی مستقر پر کوئی ہمیں ریسیور کر کے کہیں
لے جائے گا۔ لیکن وہ نامعلوم آدمی مستقر پر موجود نہیں تھا۔ مجبوراً ہمیں نے نیلی کے بورڈنگ
ہاؤس کا رخ کرنا پڑا۔ وہ ایک بہت نیک دل عورت ہے لیکن اس کے گاہکوں کو کالے آدمی کے قیام پر
شدید اعتراض تھا۔ اس لئے اس نیک دل عورت نے ہمیں بھائی جینی گارڈوں کے سپرد کر دیا۔!“

”تم نے اپنی ڈاڑھی کیوں صاف کر دی۔!“ اچانک جوزف سے سوال کیا گیا۔

کے پیچھے ہو لیا تھا۔

”بے شک.....! غیر عورت سے محبت کرنا یسوع مسیح کی تعلیم کے منافی تھا۔ یہودیوں نے محبت کی داستانیں گڑھیں اور جا بجا گاتے پھرے۔ نوجوانوں کے ذہنوں پر ان کہانیوں کا نشہ طاری ہونے لگا اور وہ مسیح کے بندہ بننے سے آزاد ہونے لگے۔“



وہ البرٹو سنالینی ہی بنا رہا اور نینا بیوی کی حیثیت سے اس کی ہم سفر رہی۔ قصبہ لائی ٹریبونک انہوں نے بس کے ذریعے سفر کیا تھا اور سرشام منزل مقصود تک پہنچ گئے تھے۔ یہ علاقہ نینا کا دیر بھالنا ہوا تھا اس لئے قیام کے لئے ایک مناسب سی جگہ بھی مل گئی تھی۔ بڑا خوب صورت ماحول اس علاقے کا جھیل کے گرد کی پہاڑیاں سرسبز و شاداب تھیں۔ جن پر جگہ جگہ صاف ستھرا عمارتیں نظر آتی تھیں۔ جھیل کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ہٹ بکھرے ہوئے تھے۔

”میں بہار کے موسم کا کچھ حصہ یہاں گزارتی ہوں!“ نینا نے کہا۔

”کیا فائدہ ہوتا ہے اس سے....؟“

”بہت فائدہ ہوتا ہے۔ شہر کی مصروف زندگی سے کچھ دنوں کیلئے چھٹا پھوٹ جاتا ہے۔“

”کیا کسی نے تمہیں شہر کی مصروف زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ مستقل طور پر رہنا؟“

”میں ابھی تک تو صرف ذہنی جنگ کے ماہر ثابت ہوئے ہو۔“

”کبھی چاقو کے ہاتھ بھی دیکھ لینا!“

”اچھا سنو.....!“ دفعتاً پر تفکر لہجے میں بولی۔ ”کیا میرا ایک مشورہ قبول کرو گے!“

”ضرور..... ضرور.....!“

”اب البرٹو سنالینی والا قصہ ختم کر دو!“

”میں نہیں سمجھا!“

”اگر اس کی جان پہچان کا کوئی آدمی مل گیا تو تم دشواری میں پڑو گے۔ یہ ایک ایسی تفریح گاہ ہے جہاں زیادہ تر سرکاری آفیسر چھٹیاں گزارتے ہیں۔“

”اگر ایسا ہے تو تم نے معقول مشورہ دیا ہے۔ اچھی بات ہے تو پھر وہی الجرازی عبد المنان!“

”وہ تو اصلی شکل ہے نا تمہاری!“

”صد فیصد اصلی.....!“

”پتہ نہیں کیوں..... اصلی شکل سے بالکل احق لگتے ہو۔“

”حشیش کی تجارت نے صحت سے زیادہ چہرے پر اثر ڈالا ہے۔ بہر حال اب ہمیں کیا کرنا پائے۔“

”تم کسی بات کا سیدھی طرح جواب دینا بھی جانتے ہو یا نہیں!“

”مجھے بے حد افسوس ہے۔“ وہ احمقانہ انداز میں بولا۔ ”مجھے عورتوں سے گفتگو کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔“

”میں سکھادوں گی.....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

”اب مجھے کیا کہنا چاہئے اس پر.....!“

”میرا شکر یہ ادا کرو.....! سچ بتاؤ کبھی کسی سے محبت بھی کی ہے تم نے۔“

”شادی ہی نہیں کی پھر محبت کیسے کرتا۔“

”محبت کے لئے شادی تو ضروری نہیں ہے۔“

”ہمارے یہاں جس سے شادی ہوتی ہے صرف اسی سے محبت کی جاسکتی ہے۔ کسی غیر عورت سے محبت کا تصور یہودی سازش کا نتیجہ ہے۔“

”خدا کیلئے بات بات پر اپنا عرب ہونا مت جتاؤ۔۔۔ اب محبت بھی یہودی سازش کا نتیجہ ہو گئی۔“

”ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔“ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

”ڈانومورلی کی تلاش میں!“

”اور تم خواہ مخواہ میرے لئے خطرے میں پڑے ہو.....؟“ نینا نے سوال کیا۔

”اس کا صحیح جواب میں ابھی نہیں دے سکوں گا۔ بہر حال تم خطرے میں تھیں۔ یکم بار اول میں بیٹھی رہ کر نقصان میں رہتیں!“

پھر وہ اس عمارت کی تلاش میں نکلے تھے جس کے بارے میں فرانسیا کے خانگی جاسوس معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ عبدالمنان نے اپنے میک اپ میں تبدیلی نہیں کی تھی۔ نینا نے بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس میک اپ کی وجہ سے زحمت میں پڑ سکتا ہے جواب میں اس نے کہا تھا کہ فی الحال وہ میک اپ اس کے لئے ضروری ہے۔“

پہاڑی پر بنی ہوئی الگ تھلک عمارت بڑی شاندار تھی۔ پرانی وضع کی تھی لیکن اس میں جدید ترین تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ عمارت کے مقابل ایک ٹیلے پر پہنچ کر وہ رک گئے ایک فریج بالکل ان کے سامنے تھی اور پوری طرح روشن نظر آرہی تھی۔

”کیا اسی وقت کچھ کر گزرنے کا ارادہ ہے؟“ نینا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

”حالات پر منحصر ہے۔“ اس نے کہا اور تھیلے سے دور بین نکالی۔

”اس اندھیرے میں دور بین کیوں نکالی ہے!“

”ذرا روشن کھڑکیوں کا جائزہ لوں گا۔ اس فریج وینڈو میں کچھ لوگ نظر آ رہے ہیں۔“ اس نے کہتے ہوئے دور بین آنکھوں سے لگائی اور دوسرے ہی لمحے میں بولا۔ ”واہ..... وہاں تو آدمی فرش پر چت پڑے ہوئے ہیں۔ خوب خوب ایک سیاہ فام بھی ہے۔“

”مجھے دینا.....!“ نینا نے مضطربانہ انداز میں دور بین پر ہاتھ ڈال دیا..... اب وہ فریج وینڈو طرف دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً بول اٹھی۔ ”اوہ.....! مورلی..... وہ کمرے میں داخل ہوا ہے۔ شک ان میں سے ایک سیاہ فام آدمی معلوم ہوتا ہے۔ شاید وہ دونوں اس کے ہتھے چڑھ گئے؟ مگر تیسرا کون ہے۔“

اس نے دوبارہ دور بین اسے پکڑا دی۔

”اوہ..... تو یہ ہے مورلی..... خاصی خوف ناک صورت والا ہے۔“

”پتہ نہیں ان لوگوں کا کیا چکر ہے۔“

”بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔“

”کیا مطلب.....؟“

”کچھ نہیں..... اوہ..... ان میں سے ایک کو اس نے اٹھا کر کھڑا کر دیا ہے۔ خوب اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے۔“

”لاؤ..... دیکھوں.....!“ نینا نے دور بین کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”نہیں..... ٹھہرو..... وہ جارہا ہے..... اور اس کے پیچھے وہ آدمی ہے جس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں۔ وہ دونوں چلے گئے۔ اب دیکھو..... یہ کون ہے..... جس نے فریج وینڈو کی طرف سر گھمایا ہے۔“ اس نے دور بین نینا کو تھمادی۔

”یہ..... یہ تو..... جینی گارڈو معلوم ہوتا ہے..... یہ بھی پکڑا گیا۔ ہو سکتا ہے کچھ دیر بعد یہاں سے تین ہنڈل برآمد ہوں اور لاگوڈی بولسینا میں غرق کر دیئے جائیں۔“

”میری موجودگی میں یہ ناممکن ہے..... اب تم جاؤ ہٹ میں میرا انتظار کرنا.....!“

”یہ ناممکن ہے..... میں بہر حال تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔!“

”کیا تم درخت پر چڑھ سکتی ہو۔!“

”پھر بیوقوفی کی باتیں شروع کر دیں۔!“

”نہیں میں اس درخت کی بات کر رہا ہوں جس کی ایک شاخ فریج وینڈو پر جھکی ہوئی ہے۔!“

”میں تمہیں اس حماقت کی اجازت نہیں دوں گی۔ پتہ نہیں عمارت میں کتنے آدمی ہوں۔!“



مورلی اسے ٹولنے والی نظروں سے دیکھے جارہا تھا اور جیمسن کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ ”میں غلط نہیں کہہ رہا۔ فاقوں سے تنگ آکر میں نے اس کے لئے کام کرنا شروع کیا تھا۔ اب گردن تک پھنس چکا ہوں۔ اگر مجھے صرف ایک بار ہی موقع مل جائے تو میں نکل بھاگوں گا۔ دیے اصل آدمی تو ایس ٹو ہے۔ عمران بھی ایک آلہ کار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔“

”کرئل ہو ریشیو پر تو عمران ہی نے ہاتھ ڈالا تھا۔“ مورلی اسے گھورتا ہوا بولا۔

”خدا کی پناہ.....! تو یہ قصہ ہے..... کک..... کیا تم وہی ایجنٹ ہو جس نے ایس ٹو کو ڈبل کر اس کا کیا تھا۔“ جیمسن کے لہجے میں حیرت بناوٹی نہیں تھی۔

”اس بکواس کا مطلب....!“

”تمہیں بھی آسانی ہوگی اور ہم پر بھی اس کی ذمہ داری نہ ہوگی کہ ہم نے اگل دیا۔!“
 ”میں سمجھ گیا تم کیا چاہتے ہو۔!“ مورلی کے ہونٹوں پر خوف ناک سی مسکراہٹ نمودار ہوئی دفعتاً جوزف اردو میں بولا۔ ”یہ وہ آڈی نہیں جس کا ٹیویر ہمارے پاس تھا۔!“
 ”میں بھی دیکھ رہا ہوں اندھا نہیں۔ چپ چاپ کھڑے رہو۔!“ جیمسن نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔
 مورلی نے ڈپٹ کر پوچھا تھا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے سے کیا کہا تھا۔

”شراب مانگ رہا تھا۔!“ جیمسن بولا۔ ”ہر وقت پیتا رہتا ہے۔ کئی گھنٹے سے نہیں ملی۔ کم از کم چھ بوتلیں اس کے سامنے رکھو اور شاید ترنگ میں آکر بتائی دے جو کچھ جانتا ہے۔!“
 ”بکواس مت کرو.... سب سے پہلے میں گارڈ کو ذبح کر دوں گا۔ ہو سکتا ہے اس دوران میں تم دونوں کو عقل آجائے۔!“ یہ کہہ کر اس نے میز کے پائے سے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تھا۔ جیمسن نے گارڈ کی طرف دیکھا اس کے چہرے سے ذرہ برابر بھی مترشح نہیں ہوتا تھا کہ وہ خائف ہے۔ اس کے ہونٹ بھنجے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔

وہ آدمی جو ان دونوں کو اس کمرے میں لایا تھا وہیں موجود تھا۔ دفعتاً مورلی غصیلے لہجے میں بولا۔ ”جاؤ دیکھو....! وہ آئے کیوں نہیں۔!“

وہ دروازے سے نکلا ہی تھا کہ اچھل کر پھر کمرے میں آ پڑا۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے کسی نے اس کو اٹھا کر کمرے کے وسط میں پھینک دیا ہو۔ مورلی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک آدمی داخل ہوا اور اپنا دہانہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”قانون کے نام پر۔!“
 مورلی جہاں تھا وہیں رک گیا۔ نینوں قیدی بھی دروازے کی طرف مڑے تھے۔
 ”تمہیں اندر داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی۔!“ مورلی دہاڑا۔

”میں نے قانون کا حوالہ دیا تھا۔!“ نووارد نے نرم لہجے میں کہا اور پھر ایک عورت کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی مورلی اچھل پڑا۔

”نیا سارو....!“

”ہاں.... سی نور ڈانو مورلی....!“

مورلی کے آدمی نے فرش پر پڑے ہی پڑے ریو اور نکال لیا تھا۔ لیکن جوزف نے ہتھ

”فضول بکواس سننے کے لئے تمہیں یہاں نہیں لایا۔!“

”تب پھر صاف صاف سن لو کہ میں عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر تم اس کے احوال سے تھوڑی بہت واقفیت بھی رکھتے ہو تو تمہیں علم ہوگا کہ کالا آدمی میری نسبت اس سے زیادہ قریب ہے۔!“
 ”میں تم دونوں کی کھال اتار دوں گا۔!“ کہہ کر مورلی نے کسی کو آواز دی ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

”ان دونوں کو بھی لاؤ.... اس نے اس سے کہا۔ جیمسن سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ اس کی اسکیم فیل ہو گئی تھی۔ وہ مورلی کو شیشے میں نہیں اتار سکا تھا۔ ویسے اسے خوشی تھی کہ وہ یہاں عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن وہ فون نمبر جس پر کسی ہمدرد سے رابطہ قائم کرتا رہا تھا کہیں تشدد کے دوران میں وہ فون نمبر اس کی زبان سے پھسل نہ جائے اور ان پر تشدد ہونا لازمی ٹھہرا.... ضروری نہیں کہ ان پر نظر رکھنے والے اب بھی ان کے احوال سے واقف ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اور گارڈ بھی اسی کمرے میں پہنچا دیئے گئے۔ جوزف نے جیمسن کو گھور کر دیکھا تھا اور پھر مورلی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

”جوزف مونگنڈا....!“ مورلی سرد لہجے میں بولا۔ ”تمہارا آخری وقت قریب ہے۔!“

”یہ اطالوی نہیں جانتا....!“ جیمسن بول پڑا۔

”میں جانتا ہوں....!“ مورلی نے کہا اور یہی جملہ انگریزی میں دہراتا ہوا بولا۔ ”صرف پندرہ منٹ دے رہا ہوں اگر تم نے عمران کا پتہ نہ بتایا تو زندہ آگ میں جھونک دیئے جاؤ گے۔!“
 ”آسمان والا مجھ پر مہربان ہے مگر میں باس کا پتہ نہیں جانتا.... اگر جانتا بھی ہوتا تو تم مجھ سے نہ اگلا سکتے۔!“

”یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے....!“ جیمسن بولا۔

”تم خاموش رہو....!“ مورلی غرایا۔

”میرا مطلب تھا کیا یہاں کوئی ایسی کرسی نہیں جس پر بیٹھا کر تم مشینی ذرائع سے ہمیں سب کچھ اگل دینے پر مجبور کر دو۔ جیسے کرئل ہوریشیو نے ایکس ٹو سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔!“

”مورلی نے دھمکی دی اور پیچھے ہٹ کر پھر میز کے پائے سے لگا ہوا
بشن دبانے لگا۔

”ہناؤ.... اس عورت نے تم سے کیا کہا تھا!“ اس نے ریوالور کو جنبش دے کر سوال کیا۔
”اس نے کوئی خاص بات نہیں کہی تھی۔ لیکن جینی گارڈو نے تم پر جو الزام عائد کیا ہے اس
کی جواب دی کے لئے تیار ہو جاؤ!“ نوار نے کہا۔

”میں تمہیں یہیں دفن کر دوں گا۔ اسی کو جواب دی سمجھ لینا!“

”تو تمہیں اعتراف ہے کہ تم بھیڑیوں کے سربراہ ہو!“

”ہاں.... میں ایک بھیڑیا ہوں.... سربراہ سمجھ لو.... پھر....؟“

”ابھی بتاتا ہوں....!“ وہ کہتا ہوا ایک قدم آگے بڑھایا تھا مورلی نے فائر کر دیا۔ اس نے
ایک جانب چھلانگ لگائی مورلی نے دوسرا فائر کیا.... وہ بھی خالی گیا.... پھر تیسرا....
چوتھا.... پانچواں.... چھٹا.... اور اس کے بعد اس نے مورلی پر چھلانگ لگائی تھی۔

”واہ.... واہ.... میرے دلیر.... میرے جیالے.... عرب....!“ نینا اچھل اچھل کر
تالیاں بجا رہی تھی۔

”کمال ہے... کمال ہے...!“ جینی گارڈو کے دانت نکلے پڑے تھے۔ جوزف اور جیمسن خاموش
کھڑے ایک دوسرے کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اس وقوعے پر یقین نہ آرہا ہو!
اجنبی کامکا مورلی کے جڑے پر پڑا تھا لیکن ایسا ہی معلوم ہوا جیسے اس نے کسی دیوار پر مکامارا
ہو۔ پھر مورلی اس سے لپٹ پڑا تھا۔

”اب ہمیں کیا کرنا چاہئے!“ جیمسن بڑبڑایا۔

”کچھ بھی نہیں....!“ گارڈو نے کہا۔ ”بہت جاندار آدمی معلوم ہوتا ہے اسے ٹھیک کر دے
گا۔ پتہ نہیں یہ کون ہے۔ اگر نینا کا ساتھی ہو تو میرے لئے بدستور خطرہ باقی ہے۔“

”تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے بھائی گارڈو!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
”تمہارے لئے ہم اپنی جانیں دے دیں گے۔“

”ہماری ہتھ کڑیاں!“ جیمسن چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

مورلی نے اجنبی کو دور اچھال دیا تھا۔ وہ پھر اٹھا اور کسی لڑاکے پر غ کی طرح حملے کا پہلو

کڑیوں سمیت اس پر چھلانگ لگائی اور ریوالور چکنے فرش پر پھسلتا ہوا عورت کے قریب پہنچا
اس نے بڑے اطمینان سے جھک کر اسے اٹھالیا۔

اچانک مورلی کچھ لوگوں کے نام لے لے کر چیخنے لگا تھا۔

”خواہ مخواہ حلق نہ پھاڑو!“ اجنبی پر سکون لہجے میں بولا۔ ”وہ سب اسی کمرے میں بے ہوش
پڑے ہیں۔ جہاں تاش کھیل رہے تھے۔“

”تم کون ہو....؟“

”قانون کا ایک محافظ.... تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ تم ان تینوں کو ہتھ کڑیاں پہناؤ!“
اس دوران میں جوزف نے مورلی کے آدمی کو رگڑا لایا تھا۔ وہ جلدی ہی بے حس و حرکت
ہو گیا۔

”شناخت نامہ دیکھے بغیر میں تمہارے بیان پر یقین نہیں کر سکتا!“

اس نے جب سے شناخت نامہ نکال کر اس کی طرف اچھال دیا۔ مورلی نے اسے ہاتھوں
روکا تھا اور بغور دیکھنے لگا تھا۔

”یہ بھیڑیوں کا سربراہ ہے سی نور....!“ دفعتاً گارڈو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تم متیور

اس کے راز سے واقف ہو گئے تھے۔“

”تم چپ رہو....!“ مورلی پیر پیر کر دھاڑا۔

”جینومت....! میرے ساتھ ایک خاتون بھی ہیں۔!“ نوار بولا۔

”البرٹو سنالینی....! مجھے حیرت ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے۔!“ مورلی نے نرم لہجے میں کہا۔
”یہ تینوں چور ہیں۔ تم نے مشہور بد معاش جینی گارڈو کا نام ضرور سنا ہوگا.... وہ رہا.... اور تم ایک

بد معاش عورت کے کہنے پر یہاں دوڑے چلے آئے ہو۔!“ نینا نے جھپٹ کر ایک تھپڑ مورلی
کے گال پر رسید کیا۔ شاید اس سے حماقت ہی سرزد ہوئی تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں مورلی

نے اس کے بائیں ہاتھ سے ریوالور چھین لیا جسے کچھ ہی دیر پہلے اس نے فرش سے اٹھایا تھا۔ پھر
اس نے اسے دھکا دیا تھا اور ان دونوں پر ریوالور تان کر بولا۔ ”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!“ نینا کے ہاتھ

غیر اردی طور پر اوپر اٹھ گئے تھے۔ لیکن اس کا ساتھی بدستور لا پرواہی سے کھڑا رہا۔ پھر وہ آہستہ
سے بائیں جانب ہٹا تھا۔

اس نے خاموش ہو کر کافی کا گھونٹ لیا اور طویل سانس لے کر بولا۔ ”اگر میں اسے مورلی ہی کی حیثیت سے وہاں بڑا رہنے دیتا تو اس کے گرد بگے ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوتے اور اب ہوش

”اے... اے... یہ تو مر گیا!“ وہ اس پر جھکی ہوئی گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

چپ چاپ گھر سے نکل آئے تھے۔
 عمران ہوائی مستقر پر ان کا منتظر تھا۔ انہیں دیکھتے ہی چپک کر بولا۔ ”اھاہ.....! خاصے
 تندرست ہو رہے ہیں آپ لوگ.....!“
 ”قربانی کے بکرے تندرست ہی ہوتے ہیں!“ جیمسن براسمانہ بنا کر بولا۔
 ”ابھی سے دم نکلنے لگا۔ ارے ابھی تو جینووا پہنچ کر خیر اندیشوں کی خبر لی ہے!“ عمران
 چوگم کا پس منہ میں ڈالتا ہوا بولا۔

”اوہ.....! تو کیا یہاں کا کام ختم ہو گیا باس.....؟“ جوزف نے پوچھا۔
 ”بچیلی رات کو ہی ختم ہو گیا تھا!“

”تو کیا مورلی.....؟ لیکن تم نے اس کی تصویر تو نہیں دی تھی!“
 ”وہ جیمسن ہارلے ہی تھا۔ وہی ایجنٹ جس نے ایکس ٹو کو ڈبل کر اس کیا تھا۔ لیکن بحیثیت
 مورلی میک اپ میں رہتا تھا۔ دوہری زندگی بسر کر رہا تھا۔ ایکس ٹو کا ایجنٹ ایدلی دے ساواں یا
 لویسا کے توسط سے بنا تھا۔ لہذا میں نے تمہیں ڈاڑھی رکھوا دی تھی اور میرا یہ اندیشہ بھی درست
 نکلا کہ وہ لویسا کے بھڑکانے پر ہمارے خلاف ہوا تھا۔ ویسے یہ محض اتفاق تھا کہ تم سیدھے
 وہیں پہنچے جہاں کبھی پرنس ہر بنڈا نے قیام کیا تھا۔ ورنہ مقصد تو یہی تھا کہ تم روم کی سڑکوں پر
 بھٹکتے پھر وحتی کہ جیمسن ہارلے تمہاری طرف متوجہ ہو کر اپنی کمین گاہ سے نکل آئے اور میں اسے
 مار ڈالوں!“

”اگر ہم ہی مار ڈالے گئے ہوتے تو.....؟“ جیمسن بول پڑا۔

”شریفوں کے سے حلیے میں مارے جاتے..... سبحان للہ..... اچھا باس.....! جوزف تم یہ اپنا
 بغیر ڈاڑھی والی تصویر کا پاسپورٹ سنبھالو..... ہم روانہ ہی ہونے والے ہیں۔ ویسے جیمسن
 سلمہ.....! تم ڈاڑھی اور بڑھے ہوئے بالوں کے بغیر اتنے اچھے لگتے ہو کہ.....!“
 ”پلیز..... پور بیجی.....!“ جیمسن نے احتجاجاً کہا اور براسمانہ بنائے ہوئے دوسری طرف
 دیکھنے لگا۔

عمران نے جوزف کو آنکھ ماری تھی اور جوزف کے دانت نکل پڑے تھے۔

میں آنے کے بعد جب ایک اجنبی کی لاش میرے لباس میں دیکھیں گے اور اس کے سینے پر اپنا
 گروہ کا نشان بھی دیکھیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ مورلی اسے مار کر کسی وجہ سے کہیں چل دیا
 اس طرح وہ اس لاش کو ٹھکانے بھی لگا دیں گے۔“
 ”تم نے اپنا شناختی کارڈ بھی اٹھایا تھا وہاں سے یا نہیں!“
 ”میں ایسی چیزیں بھولا نہیں کرتا!“
 ”مجھے یقین نہیں کہ تم اس دنیا کے آدمی ہو۔“
 ”مرخ سے آیا ہوں۔“

”سچ بتانا..... تم واقعی ساڑو کے دوست ہو یا نہیں..... میرا خیال ہے کہ تم عرصہ سے
 مورلی کی تاک میں رہے تھے اور وہ دونوں دراصل تمہارے ہی آدمی تھے۔“
 ”اگر میں ساڑو کا دوست نہیں..... تب بھی میں نے تمہارے ساتھ کوئی بُرائی نہیں کی۔
 مورلی کے بارے میں سچی بات یہ ہے کہ میں اس کی تاک میں تھا۔ اس نے یہاں میرا پرنس
 خراب کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہاں وہ میرے ہی آدمی تھے اور اسی لئے یہاں آئے تھے کہ
 مورلی ان سے چھینر چھاڑ کرے اور میں اسے ٹھکانے لگا دوں۔ لیکن یقین کرو کہ میں اسے مورلی
 کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا۔ یہ آسانی مجھے تمہاری ہی وجہ سے ہوئی اور ہاں.....! میں تم سے
 صرف اتنا ہی چاہوں گا کہ تم جینی گارڈو کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔“
 ”تم کہتے ہو تو یہی ہو گا۔“ وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے بولی۔

”الجزاری عبدالمنان تمہیں ہمیشہ یاد رکھے گا۔“

”اور جب بھی یہاں آئے گا میرا مہمان رہے گا۔“

لیکن دوسری صبح جب وہ بیدار ہوئی تو الجزاری عبدالمنان اپنے تھیلے سمیت غائب تھا اور
 کیوں نہ غائب ہو جاتا اسے تو روم پہنچ کر ان دو قربانی کے بکروں کو تلاش کرنا تھا جن کی وساطت
 سے وہ نینا تک پہنچا تھا اور پھر نینا نے اس کی راہنمائی مورلی تک کی تھی۔ گارڈو اور نینا کو اصل قصہ
 کا علم نہ ہو سکا۔

روم پہنچ کر جیمسن نے بتائے ہوئے فون پر نمبر رنگ کر کے ہدایات طلب کی تھیں۔ اس
 سے کہا گیا تھا کہ وہ دونوں نصف شب کو ہوائی مستقر پر پہنچ جائیں اور وہ گارڈو کی عدم موجودگی میں